اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

نمبر (۳۴) مطبوعہ ۲۴ - اگست ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے ۔ عہ/ر

قیمت بیرونجات سے معہ محصول ڈاک ۔ عہ/ ۴

دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام فی کاپی ۔ عہ/ ۲

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دی جائیگی ۔ ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائے گی +

ایڈیٹوریل

وہ جو میری تعظیم کرتے ہیں ۔ میں اُن کو بزرگی دوں گا ۔ پر وہ جو میری تحقیر کرتے ہیں بیقدر ہوں گے ۔ ۲ سموئیل ۲ - ۳۰ +

جس وقت سے تاریخ شروع ہوئی ہم خدا تعالیٰ کے اس کلام کی صداقت کا اظہار قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال میں ایسا صاف دیکھتے ہیں ۔ کہ اُس کی تفسیر و تاویل کی مطلق ضرورت معلوم نہیں ہوتی ۔ ہم اس وقت زمانہ قدیم کی دیگر سلطنتوں اور قوموں کے بواعثِ اقبال و زوال کے بیان سے قطع نظر کر کے قوم اسرائیل کا جو ایک برگزیدہ اور خاص قوم تھی ذکر کرنا اور یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ صرف زبانی الٰہی تعظیم و تکریم کرنا اور ایک نمایشی خدا پرستی و دینداری رکھنا نہ صرف خدا کی نظر میں مکروہ و ناپسندیدہ ہے ۔ بلکہ کسی نہ کسی وقت ایسی ریاکاری کا تلخ نتیجہ ظاہر ہو کر قوم کی بربادی و تباہی کا دن یکایک آموجود ہوتا ہے ۔ بنی اسرائیل کے مشہور و معروف قاضی عیلی کے دنوں میں یہی حال قوم اسرائیل کا ہو جانے سے خداوند نے اُن کو نامختون فلسطیوں سے سخت ہزیمت دلوا کر اُن کی ساری حشمت و شوکت کو برباد کر دیا ۔ اور اسرائیلی لشکر میں خدا کے عہد کے صندوق کی موجودگی بھی اُنہیں شکست فاش اور شرمناک ہزیمت سے نہ بچا سکی ۔ عیلی کے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس قتل ہو گئے اور عہد کا صندوق فلسطیوں نے لوٹ لے جا کر اپنے معبود دجون کے مندر میں رکھدیا ۔ اور اس فتح عظیم کی خوشی میں بڑا جشن کیا ۔ یہہ امر نہایت غور طلب ہے ۔ کہ اوّل مرتبہ جب اسرائیلیوں نے فلسطیوں سے شکست کھائی ۔ تو خیال کیا ۔ کہ اگر ہم خدا کے عہد کے صندوق کو سیلا سے لے آویں ۔ اور وہ ہمارے درمیان ہو تو ہم ضرور فتح یاب ہوں گے ۔ اور فلسطیوں نے بھی جب معلوم کیا کہ خداوند کا صندوق اسرائیلی لشکرگاہ میں آ پہنچا ہے ۔ تو ڈر گئے ۔ اور کہا ”خدا لشکرگاہ میں آیا“ ایسے خدائے قادر کے ہاتھ سے ہمیں کون بچائے گا ؟ لیکن بوقت جنگ نتیجہ اس کے بالکل برخلاف ظاہر ہوا ۔ کیونکہ حقیقت میں خدا لشکرگاہ میں نہیں آیا تھا ۔ بلکہ خالی صندوق تھا ۔ جو صاف تعلیم دے رہا تھا ۔ کہ ”حرف مار ڈالتا ۔ پر روح جلاتی ہے“ سچ ہے کہ ”خدا کی بادشاہت بات سے نہیں ۔ بلکہ قدرت سے ہے“ پس مسیحی مذہب اور دُنیا کے دیگر مذاہب میں یہہ ایک نمایاں فرق ہے جس کا بیان ہم آیندہ پرچہ میں کریں گے +

اِسمیں شک نہیں کہ ہندوستان میں مسیحی مذہب کی اشاعت و ترقی کو روکنے والی اگر بُت پرستی اور اُس کی مذموم رسومات بدرجہ اوّل ہیں ۔ تو ذات پات اور چھوت چھات بدرجہ دوم ضرور ہیں ۔ جس قدر مسیحیت اور اُس کی تعلیم ذات ماننے

مسئلہ میں حالت لو یخ کن ہو۔ اسی قدر ذات کو ماننے والے اسپر شیدا و جاں فدا پائے جاتے ہیں۔ مگر زیادہ تر خطرناک وہ مذہبی جماعتیں اور اشخاص ہیں جو اپنے دلوں میں ذات کی لغویت اور بیہودگی کے قایل۔ اور زبان سے اُس کی بطالت وجہالت کے مقر ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ذات پات اور چھوت چھات کو مانتے۔ اور دیدہ و دانستہ اُس کی آہنی بیڑیوں میں آپ کو پابند و مقید کئے ہوئے ہیں: کیونکہ جو لوگ کسی ناجایز کام کو نادانستگی سے جایز سمجھ کر کرتے۔ وہ اُن لوگوں کی نسبت کم قصوروار ہیں۔ جو جان بوجھ کر کسی غرض ومطلب کی خاطر ناجایز کام کو کرنا روا رکھتے۔ اور اپنے ضمیر کے خلاف عمل کرتے ہیں: ہم کو اکثر ایسے ہندؤں اور محمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے کہ جنہوں نے عند المکالمت اقرار کیا۔ کہ فی الحقیقت ذات کچھ چیز نہیں ہے۔ اور مسیحیوں کے ساتھ جو اہل کتاب ہیں اکل وشرب ناجایز و منع نہیں ہے۔ اور تخلیہ میں اپنے قول کے مطابق عمل بھی کرتے۔ مگر دوسرے ہندو محمدیوں کے سامنے ایسا کرنے یا کہنے کی مطلق جرأت نہیں کر سکتے۔ اور یہہ کہہ کر۔ کہ ہم جہلائے عوام سے ڈرتے ہیں۔ اپنے کو معذور ٹھہرانے کی کوشش کیا کرتے ہیں: کیا اِس قسم کے لوگ اپنے ہم ملتوں کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے۔ اور خود قابل تعریف سمجھے جا سکتے ہیں؟ ہماری سمجھ میں یہہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ہم مذاہب کو قعر ذلت وجہالت میں دھکیلتے۔ اور خود بھی اُن کے ساتھ اُس میں گر کر ہلاک ہونا پسند کرتے ہیں*

ہم افسوس کرتے ہیں کہ دیودھرمی جو پہلے ذات ماننے کے سخت مخالف تھے۔ اب پھر کسی وجہ سے ذات کی پابندی کو جایز وروا ٹھہرانے پر مائل ومتوجہ ہو چلے ہیں چنانچہ برہم پرچارک مطبوعہ ۱۰۔ اگست ناقل ہے کہ:۔

"ہمارے بعض دیودھرمی دوستوں نے ذات پات کی نہایت مکروہ اور گناہ آلودہ چیڑاسوں کو پھر اختیار کر لیا ہے۔ اور اُن چیڑاسوں کے رکھنے والوں کو ہندو سوسائٹی کھانے پینے کے جس ناجایز اور غیر طبعی پرہیز کی قید کے ساتھ وابستہ کرتی ہو اُس کو بھی ایک حد تک قبول کیا گیا ہے۔ اگرچہ جہاں تک معلوم ہے خود پنڈت ستیا نند اگنی ہوتری جی نے ذات پات کا کوئی ظاہری نشان ابھی تک نہیں رکھا۔ لیکن ہم پچھلے واقعات کو سامنے رکھ کر اس نتیجہ پر بہ آسانی پہنچ سکتے ہیں۔ کہ ذات پات کے مکروہ رواج کے قبول کرنے میں اُن کی مرضی کا ضرور دخل ہے۔ اور اس لئے اُن کے بعض چیلوں اور اُن کے دو بیٹوں کا (جن میں سے ایک سب سے بڑا اور اُن کی دیو سماج کا غالباً سب سے بڑا دیوتا ہے) چوٹیاں رکھنا۔ اور اپنے آپ کو مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیزگار ظاہر کرنا صاف بتلاتا ہے۔ کہ ذات پات کے نہایت مکروہ خوفناک اور ظالمانہ رواج کے برخلاف جیسی کچھ اُن کی (پنڈت اگنی ہوتری جی کی) سپرٹ تھی اُس میں اب بہت نیچے لے جانے والا ری ایکشن (پلٹا) پیدا ہوا ہے: اس ری ایکشن کے پیدا ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہم اور وجوہات کو چھوڑ کر اگر صرف یہی ایک وجہہ قرار دیں۔ کہ چونکہ دیودھرم مشن کا کام اس وقت تک عام طور پر ہندؤں میں ہی رہا ہے۔ اور ہندو اپنے پرانے سنسکاروں کی وجہہ سے ایسے لوگوں سے جو کھانے پینے کی بیجا قید سے آزاد ہوں سخت نفرت کرتے ہیں اور اُن کے ساتھ ملنا جلنا اور اُن کی تاثیریں قبول کرنا پسند نہیں کرتے اس لئے ہندؤں کی نفرت کو دور کرنے اور اُن کے دلوں میں اپنے لئے شردھا پیدا کرنے اور اس طور پر دیوگورو کے ساتھ جوڑ کر اُن کو دیودھرمی بنانے کی غرض سے اس برائی کو اختیار کیا گیا ہو تو ہم مانتے ہیں۔ کہ اُن کی یہہ چال ممکن ہے۔ کہ ان کی مذہبی ترقی کے لئے کچھ مفید ہو گی۔ اور ایسے بہت سے ہندو دیوسماج میں داخل ہو کر دیوگورو کو قبول کریں گے۔ کہ جو اِس وقت تک عموماً انگریزی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ اور جہالت اور بے علمی کی وجہہ سے ذات پات کی لغویت اور اُس کی خوفناک برائیوں کو سمجھنے کا شعور نہیں رکھتے (اور یقیناً اب ایسی ہی کلاس میں دیودھرم مشن کا کام ہو رہا ہے) لیکن ہماری رائے میں ایک دھارمک اور سچے خداپرست کے اندر کوئی نئی چال چلنے یا کسی نئے طریق اور کام کو اختیار کرنے سے پہلے ضروری اور پہلا جو سوال پیدا ہونا چاہئے۔ وہ یہہ ہے۔ کہ اُس کا ایسا کرنا درست اور جایز ہے یا نہیں؟ اگر کسی ایسے طریق اور کام کو جو اخلاقی اور روحانی لحاظ سے ناجایز۔ نادرست۔ اور برا ہو۔ خواہ اُس کے اختیار کرنے سے کیسے ہی فائدے متصور کیوں نہ ہوں (اور یقیناً یہہ فائدے اگر وہ کچھ ہوں تو عارضی ہونگے) مگر کوئی دھارمک شخص اختیار نہیں کر سکتا: ایک سچے خداپرست کے لئے جس کی خداپرستی زبانی جمع خرچ اور دکھلاوے کی چیز نہو صرف مہاں پربھو کی پاک چتون کی طرف دیکھکر قدم اُٹھانا ضروری ہے۔ اور آیندہ کے کل بھلے برے نتیجوں کی طرف سے لاپرواہ ہو کر قدم اُٹھانا ضروری ہے۔ جو لوگ پنڈت اگنی ہوتری صاحب۔ اُن کی نئی سماج اور اُن کے چیلوں وغیرہ سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے دیو سماج کے لٹریچر کو کچھ بھی پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ ذات پات کے متعلق دیو سماج کی اس وقت سے کچھ عرصہ پہلے تک کیا تعلیم اور کیا رائے تھی*: ذات اور اُس کی خوفناک برائیوں" کے رسالے میں ذات پات اور چھوت چھات کے طریق کو جیسا کچھ "سخت۔ مکروہ" "ظالمانہ۔ اور شیطانی طریق" وغیرہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس مکروہ اور گناہ آلودہ طریق کو چھوڑنے کے لئے۔ اور اُس کی ظاہری چیڑاسوں کی قید سے آزاد ہونے کے لئے۔ جن زوردار الفاظ میں اپیل کی گئی ہے۔ اور اُس کے علاوہ اور بہت سی تحریروں اور بیشمار تقریروں میں جس قسم کے پرجوش الفاظ کو ظاہر کیا گیا ہے اُن کو سامنے رکھ کر اور موجودہ تبدیلی کو دیکھ کر تعجب آتا ہے۔ اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہہ معاملہ کیا ہے! ہاں جس مزید روشنی کے ملنے پر دیوگورو پرچارک کی نئی پیکن غلط سسٹم کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ اس روشنی میں بھی ذات پات کی برائی کو برائی ہی دیکھا گیا تھا جیسا کہ ہم دیوت پرچار کے صفحہ ۳۵ پر ذیل کی عبارت پڑھ کر معلوم کرتے ہیں:۔

سوال "ہندو ہونے کی صورت میں کیا سیوک بننے کے ساتھ ہی ہر ایک کو ذات بھی توڑنی پڑتی ہے"؟ +

جواب نہیں۔ ذات کی بیجا پابندی بھی اور بہت سی برائیوں کی طرح ایک برائی ہے۔ اور یہہ ضروری نہیں کہ اور برائیوں سے پہلے کوئی اسی کو چھوڑے ✦

سوال۔ تو پھر کیا آپ اُس کو قایم رکھتے ہیں؟ ✦

جواب۔ ہرگز نہیں...... ✦

جن اوپر کے الفاظ پر ہمنے خط کھینچ دیا ہے وہ بتلاتے ہیں۔ کہ پچھلے سال تک بھی دکیونکہ دیوت پرچارکا رسکیت ۹۳ء میں چھپا ہی ذات پات کو ایک برائی سمجھا جاتا تھا۔ اب اُس کی اِس صورت کا نئی تبدیلی کے ساتھ مقابلہ کرکے ہم یہہ مشکل سے خیال کرسکتے ہیں۔ کہ اب کوئی ایسی مزید روشنی ملی ہے جس کے لئے ذات پات برائی نہیں۔ بلکہ روحانیت اور اخلاق میں ترقی کرنے کا ذریعہ دکھائی دی ہو۔ یا دیوتا کے مہاتموں کو مکمل کرنے کے لئے یہہ ایک نیا مہاتم نظر آیا ہو۔ جسے رکھکر دنیا کے کل لوگ "عالمگیر دھرم" کے جھنڈے کے نیچے آکر سچائی پاکیزگی اور دھرم میں ترقی کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی روشنی نہیں ملی کہ جس میں ذات پات بھلائی نظر آئی ہو۔ تو اس میں کچھہ شک نہیں کہ دل دل میں ذات پات کی گناہ آلودہ ظالمانہ اور خوفناک تفریق کی برائی کو سمجھ کر بھی ظاہرا چوتیاں اور جنیو وغیرہ رکھنا۔ اور کھانے پینے کی قید میں مقید ہونا بیچارے بعض بیوقوف ہندوؤں کو پھنسانے کا ایک ذریعہ نکالا گیا ہے۔ اور اس طور پر "چالبازی" "مکاری" اور دہوکہ بازی کی نئی گھڑی کی گئی ہے کہ جن "مہاتموں" کا داخل ہونا ہی یہہ صاف بتلاتا ہے۔ کہ اب "دیو دھرم مشن" اور اُس کے "خادموں" کی رفتار کس طرف ہے۔ اور ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ دیوگورو اور اُن کے پرچارک اور سیوک وغیرہ اپنی اس رفتار میں کب اس منزل پر پہنچتے ہیں۔ جب کہ "دیانندی پالیسی" کے موافق ہندوؤں کو پھسلانے کی غرض سے دیدوں کی الہامیت اور اس سے ایک منزل آگے جاکر شاستروں اور پرانوں کو ایشور چت اور مکمل ماننا۔ اور دیوی دیوتاؤں اور مٹی اور پتھر وغیرہ کے بنے ہوئے ٹھاکروں کی پوجا کرنا مکتی پانے اور دھرم کی زندگی حاصل کرنے کے لئے ضروری سمجھا جائیگا۔ کیونکہ یہہ سارے پاکھنڈ کرکے ایک شخص جس قدر ہندوؤں کے نزدیک ہوسکتا ہے اُن کے مخالف رہ کر ہرگز نہیں ہوسکتا ✦

مراسلات

جوابات لکچر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

حضرت نے کتاب فضیلت دین عیسوی کے دیباچہ میں یہہ بیان کیا تھا۔ کہ فی الحال اہل اسلام داہل ہنود کا یہہ وتیرہ رہا ہے کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے دیگر مذاہب کی نسبت پوست کندہ خامہ فرسائی کی ہے۔ مگر علی العموم پاس مذہب خود کے لئے یہہ ہرگز نہ سوجھی۔ کہ خال خال اُس کی فضیلت کے اظہار پر کمربستہ ہوں۔ حال میں ایک لکچر جو جناب خواجہ موصوف انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ کے موقع پر ہوا۔ اُس میں اُنہوں نے اِس بات کی سعی و کوشش کی ہے۔ کہ قرآن کی فضیلت الہامیہ کا ثبوت لباب اُس کی ایک دو آیات سے ثابت کریں۔ یعنے قرآن لفظاً و معناً معجزہ ہے۔ احقر بصدق دل اُن کا مشکور ہے۔ کہ اُنہوں نے فضیلت قرآن کے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اب میں انہی کی کلام کو لے کر جس پر وہ قرآن کی فضیلت کی بنیاد ڈالتے ہیں یہہ ظاہر کیا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اسی کا نام فضیلت قرآن رکھا ہے۔ تو بوجہ احسن اس کو الہامی قرار نہیں دے سکتے۔ خواجہ موصوف بکمال کر بڑے زور و تاکید سے کہتے ہیں۔ کہ "الحمد للہ رب العالمین" یہہ اوّل وطل فقرہ جو قرآن کی سورہ فاتحہ میں مندرج ہے۔ اس کے منجانب اللہ ہونے پر بوجہ احسن دال ہے۔ اور اُس کی یہہ وجہہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان جامع الفاظ میں بطور اجمالی کل تعلیم قرآن [illegible] دیگر مذاہب [illegible] قرآن کا خامہ یہہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ جہاں وہ دعاوی کے طور پر صداقتیں پیش کرتا ہے۔ اُن پر فلسفانہ دلایل بھی ثبوت کے طور پر لاتا ہے۔ اور پھر پوچھتے ہیں۔ کہ اِن دعاوی کی دلایل جن پر موجودہ عقیدہ عیسویت مبنی ہے کتب الہامیہ میں اُن کے ثبوت کے لئے کون سی حکیمانہ و منطقیانہ دلایل پیش کئے ہیں۔ بےشک صاحب موصوف ایک سخت مغالطہ میں مبتلا ہیں جسکو منطق میں *Petitio principii* کہتے ہیں کیونکہ وہ وجود ہستی باری تعالیٰ کا حکیمانہ ثبوت توریت و انجیل سے چاہتے ہیں۔ اور یہہ بھی مغالطہ ہے۔ کہ وہ اب تک الہام کے معنی ہی سے بے بہرہ ہیں۔ نہ صرف الہام ہی کے معنی سے بلکہ فلسفہ و منطق کے طریق اعمال سے کہ جس پر وہ مبنی ہوتے ہیں قطعاً ناواقف ہیں۔ اگر خواجہ موصوف کے کلام کو کسی قدر بغور و تعمق پڑھا جائے تو مجموعی یہہ بات منکشف ہوجائیگی۔ کہ وہ الہام کے قائل ہی نہیں کیونکہ اُن کی نظر میں الہام کے معنوں میں درایح مختلفہ پائے جاتے ہیں۔ اگر توریت و انجیل اُن کے کلام کے مطابق ناقص الہام ہے۔ اور قرآن اُن سے بڑھکر الہام ہے۔ تو مرزا قادیانی جن کے اوصاف میں علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اُن کی کتاب نور الحق قرآن سے بےشک افضل ترہوگی۔ خیر اتنا تو احقر نے بطور ضمن بیان کیا ہے۔ آمدم برسر مطلب ✦

ناظرین پر واضح ہو۔ کہ لفظ الہام عموماً استعمال ہوسکتا ہے جس کے معنی اظہار کے ہیں۔ چنانچہ مظہر اللہ و مظہر ارادہ اللہ الہام سے منسوب ہے۔ مظہر اللہ محض خدا خود ہی بالذات ہوسکتا ہے۔ اور اُس کے اظہار کی نسبت دلایل کا پیش کرنا یہہ امر دیگر ہے اسی طرح انسان بھی مظہر بالذات خود ہے۔ اور وہ اپنی نسبت دلیل من بعد کرسکتا ہے۔ جس کو ہم حکمت و تعلیم سے منسوب کریں گے۔ لہذا اس سے پیشتر کہ خدا سورہ فاتحہ کو نازل کرتا اُس کو مناسب تھا۔ کہ وہ اپنا اظہار بطور کشف ظاہر کرتا۔ مقام غور ہے۔ کہ توریت و انجیل میں دربارہ کلام الہام دو اجزا پائے جاتے ہیں۔ الہی و انسانی

چنانچہ مرقوم ہے۔ دیکھو دوسرا خط پطرس ۱ باب ۲۱ آیت کیونکہ نبوت کی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے بلائے بولتے تھے " اِس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا نے اپنے الہام کے ظاہر کرنے کے واسطے انسان کو ایک ذریعہ مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ جو کچھ انسان سے صادر ہوا وہ روح پاک کی ہدایت سے تھا ✦

پھر جائے غور ہے۔ کہ الہام کے بارے میں ہماری روح کے تین طریق اعمال ہیں۔ اوّل روح قدس کی معرفت وہ اصول حق جو انسانی کُنہ سے بعید ہیں انسان کے کشو دکار و حصول مقصد ہوئے۔ اس روح کے طریق عمل کا نام مکاشفہ یا کشف رکھا گیا ہے ؛ دوم روح پاک ہی نے انسانی کاتب کی جو کچھ اُس نے کتب مقدس میں درج کیا ہدایت و رہنمائی کی۔ تاکہ وہ غلطی و سہو سے محفوظ رہے ؛ اِس طریق عمل کا نام الہام رکھا گیا ہے ؛ سوم روح الہی مومنین کی ہدایت کرتی ہے۔ تاکہ وہ ایسے حقایق کی جو پیش ہوتی ہیں خوبیاں پہچانے۔ اسکا نام روحانی معرفت یا عرفان رکھا گیا ہے ؛ اِس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب خدا خود اپنے آپ کو بطور مکاشفہ پیش کرتا ہے۔ تو حکیمانہ و منطقیانہ دلایل کو بہ ثبوت ہستی خود پیش نہیں کرتا۔ بلکہ خود متکلم ہوتا ہے بذریعہ روحانی عرفان ؛ چنانچہ توریت میں جب موسیٰ کو بطور مکاشفہ یہہ نازل ہوا۔ کہ " خداوند تیرا خدا جو تجھے زمین مصر سے اور غلاموں کے گھر سے نکال لایا میں ہوں " اور پھر یہہ۔ کہ " میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہووے " ؛ ان صداقتوں کے یعنی اپنے وجود ہستی اور اپنی وحدانیت کی نسبت اُس نے دلایل پیش نہیں کئے۔ بلکہ اُس کے ثبوت کے لئے خود بنی اسرائیل سے متکلم ہوا۔ اور اُن کو روحانی عرفان بخشا ؛ اور جس اظہار سے بنی اسرائیل نے یہہ تعلیم نکالی۔ کہ ہمارا خدا صرف ایک یہوواہ خالق ہے۔ جس نے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ چنانچہ دیکھو ۱۸ زبور ۔ اگر پوچھا جاوے۔ کہ داؤد کو خدا کے وجود کی تصدیق کہاں سے حاصل ہوئی ؟ تو اُس کا جواب یہہ ہے۔ کہ بذریعہ روحانی معرفت۔ اور نہ کہ بذریعہ دعوی بالثبوت ؛

پھر کتاب المقدس کا کام پابند طریقہ علم فلسفہ نہیں ہے۔ وہ صرف صداقتوں کو پیش کرتی ہے۔ اور اُن کا اظہار کرتی ہے۔ اور جب اُس کا اظہار ہمارے تجربے میں آیا۔ تب ہم دلایل پیش کرتے ہیں۔ ہاں انبیا کے لئے ضرورت پڑتی تھی۔ کہ وہ اپنے دعوی نبوت کے بارے میں اعجاز و علامات پیش کریں۔ مگر الہام خدا و الہام روحانی صداقتیں بذریعہ روحانی عرفان ہوتا رہا ✦

پھر منطقیانہ و حکیمانہ طریقہ کسے کہتے ہیں ؟ یا یوں کہا جائے کہ منطق و فلسفہ کی بنیاد کیا ہے ؟ فلسفہ و منطق کی بنیاد اُن چیزوں پر ہے جو انسان کے ساتھ و نیچر کے ساتھ باہم تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً نیچر ایک کتاب ہے جس میں حقیقتیں پائی جاتی ہیں۔ اِن حقیقتوں کو بالترتیب پیش کرنا حکیمانہ یا منطقیانہ طریقہ کہلاتا ہے۔ اور اُس میں دو چیزیں عامل ہوتی ہیں۔ حقایق۔ و ذہن ؛ اور عالم نیچر میں محقق کا حقیقی و صحیح کام صرف اس قدر ہوتا ہے۔ کہ واقعی نسبت اشیاء ظاہر کرے۔ نہ از جانب خود تزاید کرے۔ یعنی منطق و فلسفہ کی علمی بنیاد حقیقت و واقعی اشیا پر ہوتی ہے۔ لہذا منطق و فلسفہ تعلیم ہے نہ کہ الہام ؛ یا نیچر اور تعلیم سے یہہ مراد لی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ نیچر یا مذہب سے اختراع کیا جائے۔ وہ بالترتیب و بالتفصیل بیان ہو۔ اور نیچر و مذہب ہی پر اُس کی بنیاد ہو تاکہ بیان تعلیم غلطی سے محفوظ ہو ؛ اب جو اصول کتب الہامیہ میں درج ہیں۔ اُن کی بنیاد یا جس سے وہ وجود پاتا ہے۔ خدا ہے۔ اور جس سے کہ وہ ہمارے علم میں آتا ہے۔ الہام ہے۔ اور جس سے وہ علیٰ ترتیب بیان ہوتا ہے تعلیم اصول کہلائیگی ؛ پس جب یہہ آیت خواجہ صاحب نے قرآن سے آخذ کر کے ہمارے سامنے بہ طلب جواب پیش کی۔ یعنے سورۂ فاتحہ۔ تو اُس کو ہم تعلیم سے منسوب کرتے ہیں۔ نہ کہ اصول سے ؛ ہمارا سوال ہے۔ کہ اس تعلیم کا اصول قرآن کو کہاں سے ملا ؟ اور ہمارا یہہ دعوی ہے۔ کہ قرآن نے یہہ تعلیم توریت و انجیل سے تضمین کی ؛ چنانچہ عقیدۂ نائسین جو مسیح سے تین سو برس بعد۔ اور محمد کے تین سو برس پہلے ظہور پذیر ہوا۔ اُس میں یہہ عبارت ہے۔ کہ ہم اعتقاد لاتے ہیں ایک خدا پر۔ باپ قادر مطلق خالق تمام موجودات دیدنی و نادیدنی کا الخ ؛ یہہ تعلیم بھی توریت و انجیل سے مخترع کی گئی ہے ✦

پھر یہہ بات تو مسلمہ ہے۔ کہ ہم مسیحی مذہب اور اُس کے علم میں تفاوت کرتے ہیں ؛ علم الہی اُس مذہب کا علم بالترتیب و بالتفصیل بیان کرتا ہے ؛ مسیحی مذہب ارادۂ الہی کا مظہر ہے۔ اور اپنے کلام و بیان میں حیثیت و مرتبہ اختیار رکھتا ہے ؛ مگر تعلیم کا بالترتیب و بشرح بیان کرنا اُس کا کام نہیں ہے۔ صرف عالم الہیہ کا کام ہے ؛ نیچر میں بھی اصول و قواعد جاری ہے۔ مگر عالم ہی اُن کو اخذ و بیان کرتا ہے ؛ نیچر بالذات اپنے میں شہادت رکھتی ہے۔ اور خدا نے اُن شہادتوں کے دریافت کرنے کے لئے ہم کو باطنی قوا دئے ہیں ؛ تجربہ و تواریخ سے روزمرہ نیچر کے آئین طریق از روئے سائنس دریافت کرتے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے مسیحی مذہب بھی فی نفسہ اپنی بنیاد اصول علیحدہ شہادتوں پر رکھتا ہے ؛ اور خدا نے اُن شہادتوں کے دریافت کرنیکے واسطے ہمیں ایک اکہ روح عنایت کیا ہے۔ اور جن کو تواریخ و تجربہ میں بنی اسرائیل دریافت کرتے گئے۔ اور ہم بھی آج تک دریافت کرتے جاتے ہیں۔ اسی کا نام علم الہی ہے ؛ اگر پوچھو۔ کہ اُس کی ضرورت کیا ہے ؟ تو ہم اس کے جواب میں یہہ کہتے ہیں۔ کہ جیسی عالم کو نیچر میں ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ ویسی مذہب میں۔ مثلاً سمندر۔ دریا۔ پہاڑ وغیرہ کا محض جان ہی لینا اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ عالم یہہ بھی دریافت کرتا ہے۔ کہ وہ کیا موجبات ہیں کہ جن کے باعث سطح زمین پر خشکی و تری منقسم ہے۔ اور اُن کی ہیئت کی وجہہ سے کیا تاثیر موسموں میں پائی جاتی ہے۔ جس کو علم طبقات الارض کہتے ہیں ؛ علیٰ ذالک علم الہیہ میں بھی جو تعلق باہم صداقتوں کا کتب مقدسہ میں ہے بیان کرنا پڑتا ہے۔ لہذا یہہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قرآن میں سورۂ فاتحہ کا ہونا اثبات بدلال ہے کہ وہ علم الہیہ ہے۔ نہ کہ الہام الہی اور اس تعلیم سورہ فاتحہ کی بنیاد توریت پر ہے ؛

پھر انجیل و توریت میں اگر بغور کتب تواریخ و صحایف انبیاء کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ خدائے کریم و رحیم

اپنا ظہور بلحاظ نجات کلام و امثال سے کرتا رہا ہے: کتب مقدسہ صرف مجموعۂ تعلیم یا احسن القصص نہیں ہے جیسا کہ قرآن ہے- بلکہ اُن میں اُن تواریخی ماجروں کا ذکر کیا جاتا ہے- جن میں خدا از خود اپنے آپ کو ظاہر کرتا رہا ہے: یہی عہدنامۂ عتیق کی اصلی مذہبی بنیاد ہے- اسی طرح عہدنامۂ جدید میں بھی جو مسیح نے تعلیم دی ہے محض مسیحی مذہب کی فضیلت نہیں ہے- بلکہ اُس کی کیفیت زندگی: کتب مقدسہ تواریخ کارِ الٰہی ہے جو خاص انسان کی ہدایت کے واسطے ہویدا کی گئی ہے- اور اس لئے اُس میں و دیگر مذاہب میں بڑا فرق ہے: دیگر مذاہب میں بنیاد ملت منجانب انسان شروع ہوتی ہے- جو اُس کے اعمال و رسوم پر مبنی ہے- مگر مسیحی مذہب میں بنائے مذہب مقدسہ از جانب خدائے اقدس ہے- اسی لئے اُس کی حکومت کو حکومتِ فضل کہا گیا ہے- اور خدا ہی خود آخر تک اس مذہب کو غایت مطلوبہ تک پہنچاتا ہے+

پھر خواجہ صاحب فرماتے ہیں- کہ قرآن کی عبارت اور خاص آیت عمدہ بڑھکر نہایت ہی موزون و برجستہ ہے- چنانچہ لفظ حمد پر بہت ہی زور دیتے ہیں- اور قرآن کو اس پر لفظاً و معناً معجزہ قرار دیتے ہیں: بالفرض ہم نے یہہ تسلیم ہی کیا کہ حمد نہایت برجستہ و موزون لفظ ہے- تو اس سے قرآن کا الہامی ہونا تصدیق نہیں ہوتا- چنانچہ توریت کی پہلی کتاب یعنے پیدایش کے پہلے دو دوسرے باب میں ایک لفظ عبرانی میں بارا استعمال ہوا ہے جس کے معنے یہہ ہیں- کہ خدا نے عدم سے مادہ کو پیدا کیا- جس سے خدا کی طرف صفت بدیع منسوب د عایدہ ہوتی ہے: اس کتاب میں جہاں خلق کا ذکر آیا ہے وہاں پر لفظ بارا استعمال ہوا ہے- اور اُسی باب میں جہاں تبدلات جس میں ترقی تبدیل صورت کا خاصہ پایا جائے- تو وہاں لفظ موزون عبرانی میں عسّاہ استعمال ہوا ہے: لفظ بارا مادّے کے واسطے استعمال ہوا ہے- اور پھر جان کے واسطے- اور پھر روح کے واسطے- اور انہی تین اصولی پیدایش کا ہم عقیدہ رکھتے ہیں: تو بتائے کہ لفظ حمد اور لفظ بارا اور عسّاہ میں بموجب تاویل آپکے کون سا فرق آیا؟ اور پھر ہم یہہ کہتے ہیں- کہ قرآن کی عبارت کے لاثانی ہونے سے وہ معجزہ قرار دیا نہیں جا سکتا- بلکہ ہم اُس کو انگریزی میں کلاسکل کہینگے- یعنی اعلیٰ ترین- یا عمدہ ترین- چنانچہ دیکھئے ہومر کی الیڈ تیرا-

اُس میں ایک شعر منبع ہے جو سخنوروں کے نزدیک لاثانی تصور کیا گیا ہے- کیونکہ دیگر زبانوں میں وہ ادا نہیں ہو سکا- اور اُس کی وجہہ تقریظ والوں نے یہہ بیان کی ہے- کہ اس میں دو خوبیاں پائی جاتی ہیں- جو کہ بطور معیار کلاسک کی پہچان کے واسطے ارسطو نے بیان کی ہیں- یعنی ایک تو Higher truth (صداقتِ اعلیٰ) اور Higher Seriousness (سنجیدگی اعلیٰ) اسی طرح ڈانٹی جو اٹلی کا مشہور شاعر ہوا ہے اُس کا ایک فقرہ ہذا اس کی کتاب پیراڈیسو میں یعنے In la sua volontade é nostra pace اُسی قاعدے سے لاثانی تصور کیا گیا ہے اور اسی طرح جو سر کا O martyr sonded in virginity جس کو ورڈس ورتھ نے جدید انگریزی میں ادا کرنا چاہا- مگر ناکامیاب رہا- وہ بھی لاثانی تصور کیا جاتا ہے: ایسی برجستہ و موزون عبارت نویسوں کو انگریزی میں جینئس کہا جاتا ہے- نہ کہ الہامی: اور بھی امورات ہیں جن پر خواجہ صاحب نے خامہ فرسائی کی ہے- مگر وہ امورات بہمو پارینہ تقویم متصور ہو چکے ہیں- لہذا اُن کا جواب دینا تضیع اوقات ہے: باقی میں خواجہ موصوف سے ملتجی ہوں- کہ وہ کتاب فضیلت دین عیسوی مولفہ راقم اور پروفیسر ڈرمنڈ صاحب کی تصنیفات و ڈاکٹر بکانش و پروفیسر فلنٹ و جناب پادری مولانا مولوی عماد الدین صاحب و مولانا مولوی صفدر علی صاحب و ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب وغیرہ کی تصانیف کا مطالعہ بلا تعصب کریں اور خدا سے ہدایت مانگیں- کہ وہ اُن کو راہِ حق کی طرف رجوع کرے- آمین ثم آمین

احقر ایچ گو لکنا تھر +

جاپان

جو لوگ اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں- اُن سے یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے- کہ اس ملک نے بہت ترقی کی ہے- اور کر رہا ہے: اس سے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ جبکہ اور غیر مسیحی ملک بہت سستی کے ساتھ چل رہے ہیں- تو یہاں کیوں اس قدر ترقی ہو رہی ہے؟ اس کا باعث یہہ ہے- کہ یہاں مسیحی مذہب جاری ہو رہا ہے- اور اُس کے واسطے کوئی روک نہیں ہے+

پہلے پہل یہاں (۱۵۴۹ء) سترہویں صدی میں لوگ مسیحی ہوئے تھے- پھر کسی سازش کے باعث مسیحیوں کو تکلیف پہنچی- اور سب عیسائی قتل کئے گئے- اور بندرگاہ پر یہہ اشتہار لگا یا گیا- کہ " کوئی مشنری اس غرض کے واسطے ملک میں داخل نہووے"- ملک ہالنڈ کے لوگ سوداگری کی غرض سے ایک جزیرہ میں (جو جاپان سے نزدیک تھا) رکھے گئے- مگر کسی کو وہاں جانے کی اجازت نہ تھی- (سوائے سوداگروں ولندیزیوں کے) پھر کچھ عرصہ کے بعد ارا کین سلطنت میں سے ایک شخص انگلینڈ اور دیگر ممالک یورپ میں گیا- اور اُس نے واپس آکر بیان کیا- کہ تم لوگ اپنے آپ کو شائستہ سمجھتے ہو- حالانکہ انگلینڈ وغیرہ کے سامنے تم لوگ جاہل اور نادان ہو: اُس وقت سے اُنہوں نے خواہش کی- کہ وہاں پادری لوگ آویں- اور مسیحی دین اور علوم پڑہا دیں: تب سے وہاں بسرعت مسیحی دین ترقی کر رہا ہے- اور اسی باعث وہاں دنیاوی علوم کی بھی ترقی ہے: ہمارے ہندو محمدی دوستوں کو معلوم ہو نچاہئے: کہ مسیحی مذہب کے ساتھ دینی اور دنیاوی برکات وابستہ ہیں- اس واسطے یہہ مذہب حق مخالفت کے لائق نہیں ہے: جو بہتری دنیا اور ہندوستان میں مشنریوں کے وسیلہ ہوئی ہے- وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے: آج ڈیکر فرگے

تحریر میں سے ہم تھوڑا سا اقتباس ناظرین کی غور کے واسطے کرتے ہیں:-

ہو ہذا

"مشنریوں نے سائنس کی ترقی میں بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں - اُن کی خدمات انڈایرکٹ ہی ہیں نہ جیسا کہ صرف مذہبی معلم کرتے ہیں - بلکہ جیسا کہ صاف ترین خیالات کے اعتقاد رکھنے والے کرتے ہیں: وہ مکروہ دستورات کے مٹانیوالے - بنی آدم کی حالت کے سدھارنیوالے ہیں: وہ نامعلوم ممالک کے دریافت کرنے والے - قدرتی عجائبات کے بیان کرنیوالے قومی دستورات کے مورخ ہیں: انہوں نے معدوم شدہ زبانوں کے صرف و نحو بنائے ہیں - وہ اُن نسلوں کے بیان کرنیوالے ہیں - جن کے پاس کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے وہ قیمتی ادبیات کے ظاہر کرنے والے ہیں - قدیم لٹریچر کے مترجم ہیں: کارل ریٹر ایک بڑا مصنف کہتا ہے - کہ "وہ مشنریوں کے مہیا کردہ سامان کے بغیر اپنی کتاب نہیں لکھ سکتا" - کیا یہہ امر کچھ (وقعت) نہیں رکھتا ہے - کہ جرمن فیلولوجسٹ بذریعہ اُنکی محنتوں کے (جو بیبل کے ترجمہ کرنے میں کی گئیں) اپنے سٹڈی روم میں دو سو پچاس زبانوں کا صرف و نحو اپنے سامنے رکھ سکتا ہے؟ کس نے انسانی تاریخ کا سائنس پیدا کیا؟ کس نے سنٹرل افریقہ میں جھیلوں کے عظیم سلسلہ کو دریافت اور ظاہر کیا؟ کون امریکہ اور ایشیا کے دریافت کرنے والے ہیں؟ ان سوالات اور دیگر اس قسم کے سوالات کا جواب یہی ہے - کہ "مشنری"" یہاں ہندوستان میں جو مدرسہ سلسلہ کا جاری ہوا (کہ انگریزی تعلیم عام ہو) اُس میں لارڈ مکالی کا دستگیر کون تھا؟ ڈاکٹر ڈف مشنری اگر اُس کا مددگار نہ ہوتا - یا وہ ایک پمفلٹ لکھکر شایع نہ کرتا - تو ہندوستان کو ترقی کا یہہ دن نصیب نہ ہوتا: اس واسطے چاہئے - کہ ان خداوند کے قاصدوں کی مخالفت نہ کی جاوے (جن کے ذریعہ خداتعالیٰ کا فضل ملتا ہے - اور اس کے ساتھ دنیاوی نعمتیں)

بلکہ اُن سے تحقیق اور تفتیش کرو - کہ کن دلایل پر اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھتے ہیں: تم کہو گے - کہ ہم جانتے ہیں - لیکن نہ تو تم نے تحقیقات کی - نہ بہ تعمق دریافت کیا - نہ سنجیدگی سے تفتیش کے واسطے دعا مانگی: اب سوال ہے - کہ کس نیت سے تم نے دریافت کیا؟ اس سوال کا جواب تم ہی دو - کیونکہ ہم نہیں جانتے - کہ تمہاری نیت کیسی تھی - اور کیسی ہے: آیا تم خداتعالےٰ کی خوشنودی - اور اُس کی مرضی معلوم کرنے کے واسطے پڑھتے ہو - یا انسانی غرور اور کسی کو شکست دینے کی نیت سے پڑھتے ہو؟

راقم

بندہ باجوہ

بعض خیالاتِ محمدی پر سرسری ریمارکس

قوم محمدی جو دنیا کی قوموں میں ایک مہذب - ذکی اور فہیم قوم کہلاتی ہے - بلکہ اپنے تئیں خدا پرست - اور اہل کتاب میں سے بھی ایک ہونے کا دعویٰ کرتی ہے - اس لئے ضرور ہے کہ اُس کے خیالات و احکامات دینیہ و رواجیہ سب نہیں تو بہت کچھ دوسرے اہل کتاب کے خیالات و احکامات کے ساتھ مطابق و متفق ہی ہوں - کیونکہ وہ ایک ہی ازلی و ابدی اور بے تبدیل خدا ہے جس کو سب اہل کتاب ماننے و جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں: اس لئے ضرور ہے کہ کل احکام و کلام جو اُس نے انسان کی بھلائی و بہبودی کے واسطے فرمائے ایک ہی اصول پر مبنی ہوں - نہ کہ وہ ایک کو کچھ - اور دوسرے کو کچھ فرمائے - جو اُس کی عدالت اور قدوسیت کے محض خلاف بلکہ غیر ممکن ہے: کیونکہ وہ انسان نہیں ہے جسکو آیندہ کی کچھ خبر نہو - جیسا بعض کا خیال ہے کہ "اُس خدا نے اگر تمہیں پہلی فرمایا - تو ہماری اُمت کے واسطے ہماری کتاب میں ہمکو یوں فرمادیا - کیونکہ وہ قادر مطلق ہے" وغیرہ وغیرہ - بیشک وہ قادر مطلق ہے - اس میں کچھ کلام نہیں - مگر وہ اپنی الہٰی صفات کاملہ کا جو اُس نے اپنے پاک کلام میں ظاہر و آشکارا فرمائیں پابند بھی ہے - ایسا کہ اُن میں سے ایک کے بھی خلاف کرنا اُس کی ذات خاص کے بالکل خلاف - اور نہایت ہی غیر ممکن ہے: بلکہ اُس قادر و قدوس کا شروع آفرینش عالم یعنے آدم کے گنہگار ہوجانے کے زمانہ سے تاحال کل برتاؤ اس کی ایک صفت کے بھی کبھی خلاف ظہور میں نہ آیا - اور نہ آسکتا ہے: اگرچہ بعض وقت بعض باتیں اُس نے اپنے ارادہ ازلی اور کلام کے پورا ہونے کے لئے اپنے نبیوں کی معرفت تشبیہاً وعلامتاً[1] مذکور بھی کرائیں جنکا عمل میں لانا اُس وقت میں نہایت ضروریات سے تھا مگر اُن کا پورا و کامل ثبوت یا نتیجہ بھی اس کے پاک کلام سے ہوبہو ظاہر ہے جس کو ہر انسان بے تعصب مطالعہ کرکے بخوبی معلوم کرسکتا ہے - بلکہ بہتوں کو اس کی حقیقت سے کماحقہٗ آگاہی ہوگئی - اور ہوتی جاتی ہے مگر منشا یا نہ ماننا امر دیگر ہے: چنانچہ خود خداوند یسوع مسیح نے انجیل متی باب ۵ آیات ۱۷ و ۱۸ میں یہہ فرمایا "یہہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا - میں منسوخ کرنے کو نہیں - بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں - کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں - کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھ پورا نہو" +

مگر جائے غور ہے - کہ محمدی اکثر احکامات دینیہ و خیالات رواجیہ میں دوسرے اہل کتاب کے ساتھ آسمان و زمین کا

[1] مثلاً احکامات توریت جس کا عمل میں لانا خاص قوم یہود کو فرمایا گیا تھا - اور اگرچہ قوم یہود منکر و مخالف مسیح کے ہے - تو بھی اُسکے کل احکامات شرعیہ سے اس کے ارادہ ازلی کی پوری تشبیہہ و علامتیں ظاہر ہوگئیں - جنکا اصل اصول اور پوری کاملیت کا ذخیرہ انجیل مقدس موجود ہے +

فرق نظر آتا ہے - بلکہ سچ کہا جائے تو بہت کچھ غیر اقوام کے خیالات کے ساتھ ملتے ہوئے ثابت ہوتے ہیں - جو اہل کتاب کے لئے غیر ممکن امر ہے۔ چنانچہ اُن میں سے بعض کا مختصر ذکر مختصر مقابلہ کے ساتھ درج ذیل ہے - جن کی بابت راقم نہایت ادب کے ساتھ ملتمس ہے - کہ کوئی صاحب اُن کے پڑھنے سے رنجیدہ خاطر نہوں - بلکہ براہ نوازش اُن کی حقیقت سے پوری آگاہی (جو مناسب ہے) عنایت فرمائیں ؛

(۱) بعض احکامات شرعی کا مقابلہ -

۱- بابت ہمدردی (انسانی) قرآن میں مذکور ہے - "محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ ساتھ اُس کے ہیں سخت ہیں اوپر کفار کے - اور رحم دل ہیں درمیان اپنے" سورہ الفتح رکوع ۴ - پھر - "نہ پکڑیں مسلمان کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے" سورہ آل عمران رکوع ۳ +

ہندو بھی آخر برن شُدر کو نہایت حقیر و ذلیل خیال کرتے - ایسا کہ سوائے غلامی کے دشاشتر منو ادہیاء ۱- اشلوک ۹۱) مذہبی کسی فرض میں اس کا کوئی حصہ نہیں - بلکہ اسکو دہرم کا اُپدیش کرنے والا نرک میں جاتا ہے (ادہیاء ۴- اشلوک ۸۱) اور ذرا سی سخت زبانی اور مغروری کرنے پر شُدر برن کو نہایت سخت سزا دینے کا حکم ہے (ادہیاء ۸- اشلوک ۲۷۰- ۲۷۲ تک) +

مگر تعلیم انجیل انسانی ہمدردی کی بابت بلا دقیانہ کسی کا فرمانبردار رہے یہہ فرماتی ہے

"پر میں (مسیح) تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو - اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو - جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو - اور جو تمہیں دکھ دیں یا ستاویں اُن کے لئے دعا مانگو - تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو - کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں و نیکوں پر طالع کرتا ہے اور راستوں و ناراستوں پر مینہہ برساتا ہے - کیونکہ اگر تم اُنہیں کو پیار کرو جو تمہیں پیار کرتے ہیں تو تمہارے لئے کیا اجر ہے - کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے - اگر تم فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کیا - کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے - پس تم کامل ہو جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے" متی ۵: ۴۴- ۴۸ تک +

تعلیم انسانی ہمدردی پر سہ مذاہب مذکورۂ بالا میں خود انصاف کرینگے کون محدود اور کون غیر محدود اور صفات خدا کے موافق ہے +

۲ (بابت تعلیم دینی) قرآن میں مذکور ہے "نہیں زبردستی بیچ دین کے" سورہ البقرہ رکوع ۳۴ ۔ مگر بعد کو آیات ذیل نازل ہوئیں " اے نبی جھگڑا کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر اُن کے" سورہ التحریم رکوع ۱- پھر "لڑو اُن سے یہاں تک کہ نرہے کفر اور ہوجائے دین بالکل واسطے اللہ کے" سورہ البقرہ رکوع ۲۴ +

تعلیم دینی غیروں کے لئے ہندوؤں میں ندارد ہے جیسا اوپر مذکور ہوا +

مگر انجیل تعلیم دینی کی بابت یہہ فرماتی ہے - قول خداوند مسیح "دیکھو میں تمہیں بھیڑوں کی مانند بھیڑیوں کے بیچ میں بھیجتا ہوں پس تم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بے بد ہو" متی ۱۰: ۱۶- اور اُنسے برتاؤ کی بابت جو خدا کے کلام سے برگشتہ ہو جاتے یہہ مرقوم ہے - "مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے - بلکہ سب سے نرمی کرے - اور سکھلانے پر مستعد اور دکھ کا سہنے والا ہووے - اور مخالفوں کی فروتنی سے تادیب کرے - کہ شاید خدا اُنہیں توبہ بخشے - تاکہ وے سچائی کو پہچانیں اور وے جنہیں شیطان نے جیسا شکار کیا ہے بیدار ہو کر اُس کے پھندے سے چھوٹیں - تاکہ خدا کی مرضی کو بجا لاویں" ۲ تمطاؤس ۲: ۲۴- ۲۶ تک +

کلام خدا انجیل کے کسی مقام سے دین کی بابت سختی کرنے کا اشارہ بھی نہیں پایا جاتا - اور نہ عقل گوارا کرتی ہے - کہ سختی کے ذریعہ کسی انسان کی دلی تبدیلی ممکن ہے - ہاں نرمی و ملائمت اور بردباری سے ممکن ہے ؛

۳- (بابت نکاح) قرآن میں مذکور ہے " پس نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے - دو دو - اور تین تین - اور چار چار - پس اگر ڈرو تم یہہ کہ نہ عدل کروگے تم پس ایک اُن میں سے یا جسکے مالک ہوں دہنے ہاتھ تمہارے" سورہ آل عمران رکوع ۲۰ +

ہندوؤں میں بھی ایک عورت سے زیادہ بیاہ کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے - اگر "ایک آدمی کے چار - پانچ زوجہ ہوں اُن سب میں ایک پتروان ہو تو اُس کے ہونے سے سب زوجہ پتروان کہلاتی ہیں یہہ بات کو منوجی نے کہا ہے" شاستر منو ادہیاء ۹- اسلوک ۱۸۳ +

مگر تعلیم انجیل میں ایک نکاحی بیوی کے جیتے دوسرے کی قطعی ممانعت ہے - بلکہ ایک بیوی کے سوائے کسی حالت میں دوسری عورت سے تعلق رکھنا حرام ٹھہر گیا ہے - چنانچہ لکھا ہے "اور فریسی اس کی آزمائش کے لئے اُس پاس آئے - اور اُس سے کہا - کیا روا ہے - کہ مرد ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو چھوڑ دے - اُس نے (مسیح نے) جواب میں اُن سے کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ خالق نے شروع میں اُنہیں ایک ہی مرد - اور ایک ہی عورت بنایا - اور فرمایا - کہ اس لئے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا - اور اپنی جورو سے ملا رہیگا - اور وہ دونوں ایک تن ہونگے - اس لئے اب وہ دو نہیں - بلکہ ایک تن ہیں - پس جسے خدا نے جوڑا اُسے انسان نہ توڑے" متی ۱۹: ۳- ۶ - پھر "چاہیے کہ نگہبان بے عیب ایک جورو کا شوہر پرہیزگار صاحب تمیز ہو" "مددگار (بھی) ایک ایک جورو کے شوہر ہوں" اور تمطاؤس ۳: ۲- ۱۲ - آیتیں -

پھر قول مسیح - "پر میں تمہیں کہتا ہوں - کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر (دوسری پر) نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا" متی ۵: ۲۸ ؛

اگرچہ شروع آفرینش عالم اور ظہور خداوند مسیح تک

کے درمیان بعض اشخاص کی نسبت کلام خدا بائبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنہوں نے کثرت ازدواج کو خلاف مرضی الٰہی پسند کیا۔ انکی تنبیہہ اور توبہ کا اظہار بھی کلام خدا سے بخوبی ظاہر ہے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی انسان مرضی الٰہی سے عدول کر کے پوری خوشی و اطمینان دلی حاصل کر سکے + (باقی آیندہ)

راقم

احقر۔ بہادر مسیح۔ مناد

ابتدائے عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

مرزا قادیانی جنگِ مقدس کے لئے تیار تو ہو گئے۔ مگر اپنے گولے بارود کا تخمینہ پہلے سے کر لیتے تو آپ کا الہام یوں جھک جاٹ کر نہ رہ جاتا۔ الہام نے اتنا تو سمجھا دیا ہوتا (جیسا کبھی پہلے شاید دہلی کے مباحثہ میں) کہ میاں اس مباحثہ میں نہ جانا۔ ورنہ پچھتاؤ گے :: ہمارا خیال ہے۔ کہ مرزا صاحب نے مباحثہ سے پہلے اپنے الہام سے پوچھا نہیں۔ ورنہ یوں خم ٹھونک کر میدان میں نہ آتے :: سر منڈاتے ہی اولے پڑے :: اب تو آپ کے مرید بھی کہ رفوچکر ہونے شروع ہو گئے۔ سب یار اغیار بن گئے واللہ کیا زمانہ کا انقلاب ہوا۔ ہم کو ڈر ہے کہیں مرزا صاحب ٹُسروں ٹُوں اکیلے نہ رہ جائیں :: ایک دفعہ مباحثہ کی اَوڑ ٹھہر جائے۔ پھر دیکھئے رہا سہا بھی سلف ہو جاتا ہے۔ کہ نہیں :: آپ بھی الہامی بابا پھینک سید مے راستہ پر آ جائیں :: مگر مرزا صاحب ایسے بھولے نہیں ہیں۔ جو یاروں کے چھینٹوں میں آ جائیں۔ یا کسی کے بہروں پر چڑھ جائیں اور کچی بھی گنوا بیٹھیں +

مرزا صاحب نے ہماری رائے میں اس شعر پر عمل کیا

شعر۔ ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام۔ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا + ورنہ مماثلت مسیح اور الہام کا دعویٰ بہر ذی فہم شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔ کہ آجکل ایسی بڑھتیں سوائے جہلا کے کون مانتا ہے۔ مگر دو چار بڑھاوا دینے والے بیوں نچو بھو آپ کو مل گئے۔ پھر تو آپ کا دماغ واقعی عالم بالا کی خبر لانے لگا :: طرہ یہہ کہ جہاں کسی سے مباحثہ میں زک اٹھائی بس الہام ہوا۔ کہ مخالف اتنے عرصہ کے اندر فنا ہو جائیگا :: سبحان اللہ۔ کیوں نہ ہو خدا کا مقابلہ کیا ہے۔ کچھ سزا ابھی تو ضرور ملنا چاہئے مگر جیسے لونڈوں کے کوسنے سے ملا مر نہیں جاتے۔ ایسے ہی ہمارے خیال میں آپ کے الہام کا نتیجہ ہوگا :: اجی مرزا صاحب اب تو آپ کوئی دوسرا رنگ بدلیں۔ ان ہتھکنڈوں سے اب کام نہ چلے گا +

ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب ناصر نے ۱۔ اگست کے نور افشاں میں آپ کے بنائے الہام کی سسٹم اٹالوجی (علامات الامراض) کا تو ذکر کیا۔ مگر افسوس کہ کچھ علاج تجویز نہیں کیا :: مرزا صاحب سے تو فیس نہ لیتے۔ اور کوئی نسخہ لکھ دیتے۔ خیر لیجئے این جانب مفت ہی علاج سمجھا دیتے ہیں :: اجی مرزا صاحب آپ تو مدر سنگس کیوریٹو سپرٹ کا استعمال شروع کر دیں۔ اس دوا کی بہت تعریف سنی جاتی ہے ضرور فائدہ کری گی۔ اور جو دو چار مرتبہ گُدّی پر نشتر بھی لگوالیں تو بہت جلد آپ کی طبیعت درست ہو جائے :: ہاں یہہ تو فرمائے آپ کے مریدوں میں اب کون کون رہ گیا ہے۔ اور کس کس نے اور آپ کو دہنا بتانے کا ارادہ کر رکھا ہے؟ ہم کو افسوس ہے کہ اس بزم کے ہو اخواہ اب تھوڑے ہی رہ گئے ہیں۔ اور وہ بھی یقیناً ڈانوا ڈول ہونگے :: مرزا صاحب واقعی پچھتاتے تو ضرور ہونگے۔ کہ ہائے میں کیوں امرتسر کے جنگ مقدس میں گیا۔ اگر نہ جاتا تو یہہ دن نہ دیکھتا۔ کہ میرے مرید میری آنکھوں کے سامنے مسیحی مذہب کو اختیار کرنے لگے۔ مگر "اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت،" سانپ نکل گیا مرزا صاحب اب لکیر کو پیٹا کریں :: ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کے حق میں مرزا صاحب کی پیشین گوئی پوری ہونیکا وقت اب قریب آ رہا ہے۔ ہم بھی تاک میں بیٹھے ہیں۔ کہ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اور ہوا کس رُخ چلتی ہے۔ اور اگر زندہ رہے تو کچھ لکھیں گے بھی :: ہماری تو مرزا صاحب کو یہی صلاح ہے کہ اب بھی مقبولیت کا وقت ہے راہ راست پر آ جاؤ چلتے دم کا ٹھکانا ہی کیا سب دم آیا آیا نہ آیا رہا نہ رہا + یہہ پانی کا ہے ببولا کچھ اعتبار نہیں۔ آج آنکھ بند ہوئی اور کل دوسرا دن پھر کچھ نہیں ہو سکے گا سب موت سر پر ہر گھڑی موجود ہے + کر خدا کی یاد کچھ دن کے لئے۔ ہماری دعا یہی ہے کہ خدا مرزا صاحب کو ہدایت کرے اور اپنے بیٹے کی سچی پہچان ان کو عطا کرے کہ وہ اُن نعمتوں کے مستحق ہوں جو دنیا اُن کو نہیں دے سکتی اور نہ چھین سکتی ہے ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد +

الراقم

چٹک کے چپکے سے غنچہ نے بات بھی کھوئی
چمن میں نالہ بلبل کا یہہ جواب نہ تھا

مُبارکباد

۲۷ جولائی کے نور افشاں میں انجیل کی عجیب تاثیر کا مضمون دیکھ کر اپنے منجی کی مہربانی کا شکر گذار ہوں اور مولانا حکیم شاہ ابو صالح صاحب کو مبارکبادی دیتا ہوں کہ وہ فضلِ الٰہی سے مسیحی گلہ میں شامل اور مسیحی مذہب سے مشرف ہوئے۔ خداوند خدا توفیق دے کہ دوسرے ہمارے ملکی اور قومی بھائی بھی فضلِ الٰہی میں شامل ہو کر نجات ابدی حاصل کریں۔ یا رب ایں آرزوے من چہ خوش است +

مسیحی بھائیوں خصوصاً آنکے جو بتیا ضلع چمپارن کے نزدیک ہیں یہہ درخواست ہے کہ جو مسیحی بھائی اس وقت ہاں خداوند کا کام کر رہے ہیں اُن کے واسطے دعا کریں اور جو کچھ مدد دے سکتے ہوں دیویں۔ اس کا اجر خداوند سے پائینگے +

راقم

صفدر علی از بھنڈارہ ممالک متوسط

بمبئی اینڈ ٹریکٹ سوسائیٹی +

اس وقت ہمارے سامنے اِن دونوں سوسائیٹیوں مندرجہ عنوان کی رپورٹیں رکھی ہوئی ہیں: ان کی فہرست چندہ میں بہت ہی تھوڑے نام دیسیوں کے ہیں: معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس ضروری اور اہم کام کیطرف دیسیوں کی توجہ نہیں ہے۔ یا توجہ نہیں کرائی جاتی: شاید امر اول بھی ہو۔ مگر دوسرے امر پر زور ہے: معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحبان اس کی فہرست چندہ دیسیوں کو نہیں دکھلاتے یا اُن سے چندہ کی درخواست نہیں کرتے: اسکی اور بھی وجوہات ہونگی پر ایک وجہہ یہہ ہے۔ کہ کبھی کسی نے مجھ سے اس کام کے واسطے چندہ نہیں مانگا۔ ایسا ہی اوروں کے ساتھ ہوتا ہوگا: البتہ بہت سے ظاہر ہے۔ کہ جن صاحبان سے چندہ مانگا گیا۔ اُنہوں نے بلحاظ اپنی حیثیت کے بہت تھوڑا چندہ دیا ہے۔ شاید انکو دوسرے کاموں کے واسطے چندہ دینا پڑا ہو۔ تاہم یہہ سوال پھر بھی باقی۔ رہتا ہے کہ۔ کیوں دوسرے دیسی صاحبان سے اس کام کے واسطے چندہ نہیں مانگا جاتا؟ اس مختصر مضمون میں ضرورت نہیں۔ کہ میں اُن بے شمار فوایدکا بیان کروں۔ جو ان دونوں سوسائیٹیوں کے وسیلے ہوتے ہیں: پڑھنے والے رپورٹوں کو معاینہ کریں۔ کہ کسقدر کتابیں طبع ہوئیں۔ اور کسقدر فروخت ہوئیں۔ یا بک ڈپو جاکر دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے: ضرور ہے کہ پادری صاحبان دیسیوں سے (اگر یہہ مضمون اُن کو مل گیا) اس کام کے واسطے چندہ مانگیں گے۔ اور اب دیسیوں کو چاہئے کہ دل کھولکر چندہ دیویں۔ بشرطیکہ انگریزی دستور کی پابندی کرنے سے کچھ بچ رہا ہو۔ ورنہ خیر۔ پر اسکا حساب دینا پڑیگا + راقم ایک عیسائی +

امدادِ طلباء +

تعلیم کے اخراجات بڑھ جانیسے اُن طلباء کو جو غریب ہیں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اُس کے کئی طریقے ہیں: کئی ایک اشخاص اپنی ذاتی فیاضی کو کام میں لاتے ہیں۔ کہ کسی ایک یا کئی طالب علموں کو وظیفہ دیتے ہیں: بعض سوسائیٹیاں قایم ہوگئی ہیں۔ کہ وہ اپنے اپنے فرقہ کے لوگوں کو مدد (وظیفہ کی) دیتی ہیں: مدرسۃ العلوم علیگڈہ کے پرنسپل کی رپورٹ میں ایک شریفانہ فقرہ (دیکھو پنجاب امرت سر ۱۔ اگست ۱۸۹۰ء) درج ہے جو نہ صرف علیگڈہ کالج کے طلباء کے عوز طلب ہونیکا دعوی کرتا ہے۔ بلکہ کل طالب علموں۔ اور سوسائیٹیوں کی نظر سے گذرنے کے لائق ہے۔ اور وہ یہہ ہے:-

"مجھ کو اس بات کے دیکھنے سے بھی افسوس ہے۔ کہ مالی مدد مانگنے میں طالب علم حیا کو کام میں نہیں لاتے": کئی ایک طالب علم محض مالی مدد کے واسطے اپنے مذہب کو فروخت کر دیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو رئیس اور جاگیردار ظاہر کرکے پادریوں کا وہ روپیہ جو دینداروں نے اپنے اخراجات کم کرکے غریبوں کی امداد کے واسطے دیا ہے۔ وہ ہضم کرتے ہیں۔ اور اپنے عیش و عشرت اور فیشن کے کپڑوں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات اسکو اسطرح ہضم کیا جاتا ہے کہ اُسکو وظیفہ کا نام نہیں دیا جاتا لیکن دراصل وہ وظیفہ ہے۔ اور اسطرح سے دیا جاتا ہے۔ کہ بظاہر وہ وظیفہ معلوم نہ ہو: یہاں وہ مثل صادق آتی ہے کہ "مانگکر پولاؤ پکایا جاتا ہے": نہ صرف یہہ۔ بلکہ بعضوں کو اپنے آبائی پیشہ معزز گدائی کے طریقہ کی مشق مدامی ایسے ملی ہے۔ کہ ادہر کالج کے واسطے رقم اٹہائی اور کھائی۔ اور دکان تک نہ لی۔ اُدہر کسی مس صاحبہ سے ساز باز کرکے رقم لی اور کھائی۔ اُدہر کسی بھلے مانس کے گھر چلے گئے۔ اور کھایا پیا۔ اور پھر چٹکیں کے چٹکیں: اسواسطے مناسب ہے۔ کہ پادری صاحبان مشن کالج لاہور و دہلی ذرا ہوشیار ہو جائیں۔ اور ایسے دم بازوں سے بچیں۔ اُن کو اپنی رپورٹ کے پورا کرنے کا اور طرح سے موقع مل سکتا ہے۔ اُن کو حضرت پولوس رسول کا قول یاد کرنا چاہئے۔ جو وہ خط دوم تمطاؤس باب سویم میں فرماتا ہے۔ کہ آخری دنوں میں کیسے لوگ ہونگے۔ اب وہ لوگ موجود ہیں۔ جو دینداری کو بڑا نفع جانتے اور پڑھ ہو اس بات کو۔ اور یہاں تک اپنی صورت کو تبدیل کیا ہے کہ نور کے فرشتے بن کر۔ لوہاری دروازہ کے چیل ہی وعظ بھی کرتے ہیں۔ وہ گو ابھی یہہ وعدہ بھی کرتے ہیں۔ کہ دینی خدمت کریں گے۔ مگر معلوم ہو کہ بہتوں سے اُنہوں نے یہہ وعدہ کیا ہے۔ مگر جب عیش و عشرت پورا نہ ہوا۔ تو وہاں لات مار کر آگے چل دئے: البتہ عیش و عشرت اور فیشن آپ کے طفیل پورا ہوتا ہے۔ اسواسطے چندے یہاں اچھی طرح گذر جائیگی۔ لیکن اگر سرکاری نوکری خاطر خواہ نہ ملی۔ یا اُمید نہ ہوئی تو پھر پادری ہی بن جاویں گے: ہم آپ کے خیر خواہ ہو کر جتلاتے ہیں۔ کہ جو روپیہ آپ کے سپرد ہے۔ یا جو روپیہ پادری ہو کر اپنی تنخواہ کا لیتے ہیں۔ اُس کے ذمہ وار آپ خداوند مصلوب کے سامنے ہیں جسکو سر دہرنے کو جگہہ نہ ملی (اس دنیا میں) آپ اسکا روپیہ میں گھڑت دلائل پیدا کرکے اُڑاتے ہیں +

راقم
ایک خیرخواہ مشنری صاحبان پنجاب

واقعاتِ زمانہ

چوری کا سراغ

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ پولیس دہلی نے طلائی زیورات کی ایک بھاری تعداد جن میں ہیرے وغیرہ قیمتی پتھر لگے تھے مال مسروقہ سمجھکر اپنے اقتدار میں رکھے ہوئے تھے شہر کے کئی آسودہ حال سوداگروں نے شہادت دی کہ یہہ جس شخص کے قبضہ سے برآمد ہوئے ہیں وہ ایک بڑا معزز شخص ہے اور یہہ ہماری ضمانت پر اسکو واپس دئے جائیں۔ تاہم گرد و نواح کی ریاستوں جے پور۔ جودہپور بیکانیر وغیرہ میں تفتیش جاری رہی اور اب ایک شخص پیدا ہوا ہے جس نے زیورات مذکور کا ایک حصہ شناخت کرکے بیان کیا ہے کہ یہہ راجپوتانہ و مالوہ ریلوے پر سفر کرتے ہوئے میرا نقصان ہوا تھا۔ اگر اس کا بیان صحیح ثابت ہوا تو یہہ پولیس کا ایک بھاری کارنامہ ہے۔ جس کے واسطے ہم اسکو مبارکباد دیتے ہیں۔ زیور ۴۰ ہزار روپیہ کی مالیت ہیں جن کا پتہ لگانے میں پولیس نے بہت عرق ریزی کی ہے +

ہندوستان میں علمی ترقی ٭

آج کے دن ہندوستان میں ۱۴۳ کالج (دارالعلوم) ہیں ان میں سے ۸۹ کالج علمی ہیں جن میں ۵۹۴۳ طلبا تعلیم پاتے ہیں۔ ۱۶ کالج قانونی ہیں ان میں ۱۶۰۲ طالب علم پڑھتے۔ ۸ ڈاکٹری سیکھنے کے کالج ہیں۔ جن میں ۱۵۴۳ لڑکے علم ڈاکٹری پڑھتے ہیں ۹ ہی کالج علم انجنیری کے ہیں جن میں ۷۴۰ لڑکے تعلیم پاتے ہیں سنہ ۱۸۸۱ء سے لے کر سنہ ۱۸۹۲ء تک ہندوستان میں ہر قسم کے مدرسوں کا شمار ۹۸۴۰۹ تھا جن میں ۲۵۱۹۸۰۹ لڑکے تعلیم پاتے تھے سنہ ۱۸۹۲ء سے سنہ ۱۸۹۳ء تک اسکولوں کا شمار ۱۴۷۱۱۴ ہو گیا۔ اور پڑھنے والوں کی تعداد بھی تہائی حصہ زیادہ ہو گئی یعنے ۳۳۴۳۵۴۴ ہے۔ اب فرمائیے بابو اور منشی بیچارے مارے مارے نہ پھریں تو کیا کریں ٭

کابل میں خفیہ پولیس

معلوم ہوتا ہے کہ امیر صاحب کابل نے خفیہ پولیس کا انتظام نہایت عمدہ رکھا ہوا ہے جو کچھ اُن کے ملک میں ہوتا ہے اُن کو فوراً اطلاع ہو جاتی ہے۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ تین شخص مسافروں کی حیثیت میں سفر کرتے ہوئے کابل کی سرحدی سرائے میں داخل ہوئے۔ ایک مسافر سے ایک شخص نے پوچھا کہ تم کابل کو کیوں جاتے ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ سفید پوش آدمی ہوں فرزند دلبند کی شادی درپیش ہے۔ پانسو روپیہ نقد ہو تو کار خیر ہوتا ہے نہیں تو ناک کٹتی ہے اب کابل کو امیر صاحب کا نام سنکر جاتا ہوں۔ ممکن ہو کہ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را ٭

سائل صاحب یہ سنکر فرمانے لگے قہقہہ اُڑا۔ اور کہا ارے میاں ہوش کی دوا کرو۔ اور عقل کے ناخن لو۔ امیر صاحب تو وہ ذات شریف ہیں کہ جن کا دیدار خدا کسی دشمن کو خواب میں بھی نصیب نہ کرے اور اُن کے شر سے بچا وے۔ آپ اُن سے پانسو روپیہ ہتھیانے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر یہ صاحب تو خاموش ہو گئے۔ اور ایک اور صاحب جو اسی جماعت میں شریک تھے۔ بولے کہ اب امیر صاحب درست ہو جائیں گے خدا نے اُن کا علاج کرنے والا بھیجا ہے کہ روس منحوس آ رہا ہے ٭

یہ باتیں کر کے یہ تینوں شخص کابل کو روانہ ہو گئے۔ مگر جو کلمے اُن کی زبان سے نکلے تھے۔ کسی جاسوس نے قلمبند کر کے امیر کے حضور میں پہنچا دئے۔ جونہی یہ مسافر کابل میں پہنچے امیر کے دربار میں طلب ہوئے۔ سب سے پہلے امیر صاحب اُس شخص سے مخاطب ہوئے جس نے پانچسو روپیہ کی آرزو ظاہر کی تھی۔ وہ ڈر کے مارے بول نہ سکا۔ لیکن آخر کو سچ بولنا پڑا۔ اُس کا حال سنکر امیر صاحب نے اُس کو پانسو روپیہ دلوا کر رخصت کیا۔ اس کے بعد اُس شخص کی نوبت آئی جو امیر صاحب کا دیدار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کا حال سنکر امیر صاحب نے اُس کو دو سپاہیوں کی حراست سے ملک بدر کر دیا۔ پھر وہ اجل رسیدہ پیش ہوا جس نے کہا تھا کہ امیر صاحب کی مزاج پرسی کے واسطے روس آ رہا ہے۔ اس کا حال سنکر حکم ہوا کہ ایک بانس لایا جاوے۔ جو کہ فوراً حاضر کیا گیا۔ حکم ہوا کہ اس شخص کو فلانے میدان میں بانس کے ساتھ باندھ رکھو۔ پھر اُس شخص کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ خبردار ہوشیار رہنا۔ جب روس آوے ہم کو خبر کرنا۔ ارشاد کے صادر ہونے کی ہی دیر تھی کہ بانس اُس میدان میں نصب کیا گیا اور وہ اجل رسیدہ اُس کے ساتھ باندھا گیا۔ تین چار روز تک بے آب و دانہ زندہ رہا۔ اُس کے بعد اُس کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی ٭

عجیب افواہ

ہمعصر بلوچستان گزٹ لکھتا ہے کہ گزشتہ پیر کو بعض مسخروں نے بازار کوئٹہ میں مشہور کر دیا کہ ایوزئی کی ایک عورت اپنے خاوند کو زہر دینے کی مجرم قرار دی گئی ہے۔ اور حکم ہوا ہے کہ وہ بھوکے شکاری کتوں سے پھڑوا دی جائے۔ اور یہ سزا اُس کو شہر کے باہر فلاں میدان میں ۵ بجے شام کے دیجاوے گی ٭ زود اعتقاد لوگوں نے اس پر یقین کر کے وقت معینہ پر میدان مذکور میں جمع ہونا شروع کیا۔ حتے کہ چپڑاسی بھی اور کلرک بھی وہاں آموجود ہوئے۔ اگر کسی کو کہا جاتا تھا کہ یہ محض مسخرہ ہے تو اُس کو بالکل یقین نہیں آتا تھا۔ اتفاق سے چند انگریز بھی ہوا کے واسطے باہر آئے۔ جس سے لوگوں کو ذرا بھی شبہ نہ رہا۔ مٹھائی و میوہ فروش بھی کثرت سے جمع ہو گئے جن کے نظارہ سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا بھاری سالانہ میلہ ہے۔ کچھ دیر کے بعد اُسی مسخرے نے مشہور کر دیا۔ کہ سزا کل صبح ۸ بجے تک ملتوی کر دیگئی ہے۔ پس سب لوگ اپنا سا منہ لیکر واپس چلے گئے۔ مگر پھر بھی اُن کے اعتقاد میں کوئی فرق نہ آیا۔ حالانکہ بعض نے اپنی حماقت پر سخت ندامت ظاہر کی باوجود اس کے پھر دوسرے دن میدان پُر ہو گیا۔ اور تمام لوگ اپنے ہمجنس کے کتوں سے پھاڑے جانے کے نظارہ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ اتنے میں کسی نے یہ مشہور کر دیا کہ اب شام کو کارروائی ہوگی۔ کیونکہ ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور کے شکار خانہ سے ابھی کتے نہیں آئے۔ اس کارروائی سے لوگوں کی کوتاہ اندیشی کا عمدہ پتہ لگتا ہے۔ جن کے دل میں ہرگز خیال نہ آیا کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر حکومت کس طرح یہ وحشیانہ سزا کسی کو دی جاسکتی ہے ٭ (اخبار پنجاب)

جنگ چین و جاپان

جنگ ہذا کی نسبت واقف کار اہل الرائے کا خیال یہ ہے کہ یہ جنگ کئی ماہ تک جاری رہیگی سب لوگ جانتے ہیں کہ چین کی فوج برائے نام ہے اور بے ضابطگی کے باعث بالکل نکمی ہے۔ افراد کی تعداد کے لحاظ سے بیشمار ہے لیکن کس کام جبکہ نہ سامان اور نہ ضابطہ کی بندش ہے۔ چینی فوج اور اُن کے ہتھیاروں کی ناقص حالت کی کیفیت اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اب جاپان کی کیفیت سنئے جو ایک تازہ

اخبار کلکتہ سے ترجمہ کی گئی ہی۔ جیسے کہ مقابلہ میں جاپان سب ہول میں یورپین ہی۔ وہاں ریل تار انتظام آبرسانی و بدرو کے علاوہ پارلیمنٹ بھی ہی۔ اس کے دو حصے ہیں ایک ہوس آف کامنز دوسرا ہوس آف لارڈز۔ انجمن سوسائٹی وغیرہ نئی تہذیب کی سب چیزیں موجود ہیں۔ ۲۶ ہی برس ہوئے ہیں کہ ملک جاپان میں یہہ سب باتیں نہ تھیں۔ اول اول ۱۸۶۸ء میں پارلیمنٹ بنی۔ یہاں کے بادشاہ کو میکاڈو کہتے ہیں انہوں نے مجلس پارلیمنٹ اس غرض سے قایم کی تھی کہ سمرائی قوم کی رعایا کے روز افزوں فساد باہمی مٹائے جائیں۔ اس کے بنتے ہی وہاں بھی دو قسم کی جماعتیں پیدا ہو گئیں۔ ایک وہ جو بادشاہ کا فائدہ مقدم سمجھتی وہ کنسرویٹو کہلائی۔ دوسری وہ جو رعایا کے حقوق پر زور دیتی تھی وہ لبرل ہوئی۔ باوجود اس کے آپس کے جھگڑے طے ہو گئے اور میکاڈو نے اپنی جھگڑالو رعایا کے لئے گھر کے کونہ مار کر غیر کے مارنے کی صلاح ٹھہرائی۔ اب جاپان کے ہاتھ لڑائی کے لئے کھجلانے لگے۔ اتنے میں شاہ جیمون تیمون کی سالگرہ آئی جنکو مرے ہوئے اڑھائی ہزار برس ہو چکے ہیں۔ انکی سالگرہ کے دن ۱۸۸۱ء میں پارلیمنٹ نے جاپانی لوگوں کو آزادانہ تجارت کرنے کی راہ بتلائی۔ اسی سال وہاں جہازی کمپنی کھلی اور جاپانی لوگ دھڑا دھڑ بحری سفر کرنے لگے۔ اسی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جاپان گھر کی لڑائی چھوڑ کر آج چین سے لڑنے کو تیار ہی۔ انہیں دنوں میکاڈو نے رعایا کو حکومت خود اختیاری (لوکل سلف گورنمنٹ) عطا کی۔ ہمارے یہاں جیسی میونسپل کمیٹیاں ہیں ایسی ہی وہاں ہیں اور رعایا سے یہہ وعدہ کرایا کہ ہم سب وقت پڑنے پر بغیر تنخواہ کے لڑنے کو تیار ہونگے اور پارلیمنٹ میں بیٹھنے کا اختیار بھی ہم سب کے علیحدہ علیحدہ قائمقاموں کو دیا جاویگا۔ اب جاپان نے اپنے ملک کے پرانے قانون کی ترمیم و اصلاح کی اور تھوڑے ہی دنوں میں خاصہ پینل کوڈ تیار ہو گیا۔ یہاں کے پارلیمنٹ میں ایک اپر ہوس ہی اور ایک لوئر ہوس۔ اپر ہوس میں امیر و شاہزادے بیٹھتے ہیں لیکن سب کی میعاد سات برس کی ہوتی ہی۔ بعض کو عمر بھر کا اختیار بھی دیا گیا ہی جنہوں نے بڑا کام کیا ہی۔ دوسرے ہوس پر ۲۵ برس سے کم عمر کے لوگ داخل نہیں ہو سکتے اور جو ہوتے ہیں انہیں ۱۵ ڈالر کا ٹیکس دینا پڑتا ہی۔ لیکن ان دونوں ہوسوں کو چار برس کے اندر جب چاہیں شکست کرنے کا اختیار میکاڈو صاحب کو حاصل ہی۔ ٹیکس دینے کا مزہ بھی ایک بڑا بھاری ہی۔ جب پہلے پہل یہہ طریق جاری ہوا تو بھولے لوگ دینے سے انکار کرتے تھے۔ لیکن حکومت خود اختیاری کے دلدادوں نے مار کوٹ تعید وغیرہ سے ٹیکس وصول کیا۔ لیکن اب تو وہاں والوں کو ٹیکس دینے کا ربط ہو گیا ہی۔ اسی ٹیکس کے لئے وہاں کی رعایا میں کئی برس تک جوش پھیلا رہا۔ میکاڈو کو خطابات عطا کرنے کا اختیار حاصل ہی۔ اول اول جس نے چیچک کا ٹیکا لگوایا تھا اس کو خطاب دیا گیا۔ انگریزی تاریخ وغیرہ کے حساب سے وہاں بھی جنتری مروج کی گئی ہی اور جس نے یہہ تجویز نکالی تھی اُس کو بھی معزز خطاب دیا گیا۔ اسی طرح جس نے طرح طرح کی دستکاری کی نمایش کھولی اُسے بڑا بھاری خطاب ملا تھا۔ وزیر اعظم کا انتخاب بھی مثل خطاب کے آسان کام ہی گیا یعنے کہ جب جی میں آتا ہی تب کوئی شخص اس عہدہ پر تعینات کیا جاتا ہی۔ جی میں آتا ہی تو موقوف کیا جاتا ہی۔ لیکن یہہ بات اب رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہی۔ بہرحال اب وہاں لڑائی کی چرچا گھر گھر ہونے لگی ہی۔ حال ہی میں وہاں ہوس آف کامنز میں یہہ صلاح ٹھہری تھی کہ چین سے لڑنے کے لئے سب لوگ کمربستہ ہوں۔ سب نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہی اور یہہ وعدہ عملی طور پر پورا ہو رہا ہی۔ لوگ مارے جوش کے لال مُنہہ بنائے ہوئے پھر رہے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبر وہاں بھی ووٹ دیتے ہیں اور وہاں بھی کسی پرانے دستور کو بُرا کہتے ہیں۔ بخلاف اس کے چین کے ملک میں بھی اگرچہ تہذیب پھیل رہی ہی لیکن نہ اسقدر تیزی سے۔ چین حلیم و سلیم ہی لیکن جاپان چنچل ہی۔ ان دونوں عظیم قوموں کی حیثیت بار اشتباہ کی ترازو میں ٹنگی ہوئی ہی۔ عام خیال یہہ ہی کہ جاپان ہاریگا لیکن جنگ کی طوالت کو وہ برداشت نہیں کر سکیگا۔ روس نے اپنا ارادہ صریح طور پر جاپان کے خلاف ظاہر کیا ہی لیکن انگلستان چپکے بیٹھا ہوا ابھی تک کسی کا طرفدار نہیں ہوا۔ اس کا کام یہہ ہی کہ اپنے فوائد کی حفاظت کرے گو تعلقات کی پیچیدگی روز بروز بڑھتی جاتی ہی۔ کوریا کے متعلق چین و جاپان کی جنگ میں جو آخری فیصلہ طے پایگا اس میں انگلستان کے حقوق کی سب سے زیادہ حفاظت درکار ہوگی کیونکہ انگلستان کا تجارتی تعلق کوریا کے ساتھ سب سے زیادہ ہی۔ مثلاً ۱۸۹۳ء میں کل مال تجارت جو کوریا میں داخل ہوا اُس میں ۷۵ فیصدی انگلستان کا تھا ۱۵ فیصدی جاپانی اور ۱۲ فیصدی چینی تھا + (عام)

جے پور پولیس

پیسہ اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہی کہ شہر جے پور سے جانب جنوب بمسافت آٹھ میل قصبہ سانگانیر ہی۔ جہاں ابتدائے ایام بارش یعنے اساڑھ سدی گیارس کو میلہ بشمولیت مردمان گردونواح ایک بہت بڑے اژدحام اور زور شور سے ہوا کرتا ہی۔ جس کے دیکھنے کے کو دور دور سے آدمی جمع ہوا کرتے ہیں۔ میلہ کی آمد کا اتفاق ابکی بار محرم کی نویں تاریخ کو ہوا۔ کہ جس کے اہتمام و انتظام کے واسطے سوار و پولیس معہ انسپکٹر صدر یعنے جے پور سے گئے۔ میلہ کا خاتمہ تو بعافیت ہوا۔ مگر محرم کے انتظام کے واسطے تھانیدار سانگانیر نے دس سوار انسپکٹر صاحب سے درخواست کر کے ٹھہر لئے۔ محرم کی صبح کو ایک بنئے کے لڑکے نے اُسی مکان کے متصل جہاں سواروں کا قیام تھا ڈیڑھ پیسہ کو ایک گھاس کا گٹھا خریدا۔ مگر ایک سوار نے جبراً گھاس والے سے گھاس اپنے مکان پر ڈلوالیا۔ اور بنئے کے لڑکے کو کئی ایک تماچے لگائے۔ کیونکہ اُس نے چند لفظ سادہ اپنی کیفیت جتانے کے واسطے کہے۔ لڑکا روتا ہوا اپنے والد کے پاس پہنچا۔ دیکھئے بنئے کی انکساری۔ وہ یہہ حال دیکھکر اُسی سوار کے پاس آیا اور کہا۔ اے صاحب آپ نے لڑکے کو ناحق مارا۔ ہم آپ کی رعیت میں تنکے ہیں چاہئے جو کہہ لیا ہوتا۔ یہہ بات سنکر سوار صاحب نے طیش میں آکس

بیچارے غریب کی بھی جوتیوں سے خبر لینی شروع کی۔ اُس کی برادری کے بنیوں نے جو سب یہہ حال دیکھ رہے تھے انہیں سخت ناگوار گذرا۔ اور قریب کئی سو آدمی کے اُس کے واویلا پر آپہنچے۔ اور سوار صاحب کی خبر لینی شروع کی اِدہر سواروں کی جانب سے بھی ہمدردی کا قدم بڑھا جس کی بدولت سب سواروں کی بُرسی گت ہوئی۔ اور ادہ موئے ہو گئے سامنے ہی تھانیدار صاحب شفاخانہ میں بیٹھے ہوئے اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ بنیوں کے انبوہ کا حملہ اور سواروں کی گت دیکھ بھاگ نکلے۔ اور تھانہ میں جا کر سہما دیکھا۔ بنیوں نے ان کی درستی سے فراغت پا کر رپورٹ کرنے کے واسطے تھانہ کا رستہ لیا۔ مگر تھانیدار صاحب نے اُن کی کوئی سماعت نہ کی۔ اور بذریعہ پولیس تھانہ سے باہر نکلوا دیا۔ اپنی دادرسی کے واسطے بنئے صدر یعنے جیپور کے راہی ہوئے۔ مگر اثنا راہ سے تھانیدار صاحب خاطر خوشامد منت۔ سماجت کر کے اُنہیں لوٹا لائے گئے۔ اور صدر کو رپورٹ لکھی کہ دو بنیوں نے دس سواروں کو مارا۔ ریاست کا اندھیر۔ کہ جس کی تحقیقات اب بذریعہ انسپکٹر صاحب ہو رہی ہے۔ تھانیدار صاحب کا اظہار اُن لفظوں میں ہوا۔ کہ جن دو بنیوں نے سواروں کو مارا اور ان کی زد و کوب کی تھی۔ ہم نے اُن کو گرفتار کر کے کاٹ میں دیدیا۔ مگر اُن کی تمام برادری نے تھانہ میں گھسکر مقیدوں کو چھڑا لیا اور اُن دو بنیوں کا اظہار جنہیں تھانیدار صاحب نے مجرم ٹھہرایا اور بتایا تھا۔ کہ ہم نے سواروں کو مارنا تو کیا۔ بلکہ دیکھا بھی نہیں اور نہ کسی نے ہم کو گرفتار کیا۔ سواروں کے اظہار نے بھی رپورٹ میں صرف دو آدمیوں کو مجرم بنایا۔ مگر اب تحقیقات میں جس کی طرف دیکھتے ہیں یا جو مبتلا نظر پڑتا ہے۔ اُن کا مجرم ملتا ہے ابھی تحقیقات ہو رہی ہے +

مدراسی سندر کا چور

راولپنڈی کے ریلوے سٹیشن پر جس کابلی کے پاس عظیم مقدار جواہرات و نقد مال کی عندالتلاشی برآمد کی گئی ہے اُس کا نام اسمعیل ہے۔ وہ ایک ٹن کا صندوق لیجاتا تھا جس میں سے ایک ہزار روپیہ کے نوٹ اور ۱۲ ہزار کا سونا اور کچھ مقدار جواہرات جس کی قیمت نامعلوم ہے برآمد ہوئی ۔۔ وہ حوالات میں ہے اور اُس نے مال کی نسبت مختلف اظہار دئے ہیں۔ پہلے کہا کہ ہندوستان میں کئی برس تک تجارت کی اور اسی کے ذریعہ یہہ مال کمایا ہے۔ پھر کہا کہ مدراس کے متصل ایک کھائی سے یہہ مال حاصل ہوا تھا۔ اخیر میں کہا کہ یہہ مال میرا نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے ہموطن کا ہے جس نے بطور امانت کے میرے پاس رکھا ہے۔ پولیس یہہ باور کرنے کی وجہ رکھتی ہے کہ یہہ شخص اس طایفہ میں شریک ہے جس نے جنوبی ہند میں ایک مشہور سندر پر عظیم ڈاکہ مارا تھا +

مقدمہ اخبار ایڈوکیٹ کا فیصلہ

ہم یہہ خبر سنکر خوش ہوئے کہ لکھنؤ کے اخبار ایڈوکیٹ نے مقدمہ کی حالت کو خلاف خاطر خواہ پا کر عمدہ دور اندیشی کو کام فرمایا اور مدعی صاحب کو علاوہ خرچہ مقدمہ کے چھ سو روپیہ حوالہ کیا اور معافی مانگی اور پیروی کی مصیبت سے رہائی پائی۔ معافی نامہ میں اسبات پر دلی افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مسٹر رس سکاٹ صاحب کی نسبت ایسے حالات شایع کئے اور اُن پر نکتہ چینی کی جو صاحب سشن جج بہادر کو ناگوار گذرے اور جو ہمکو یقین ہو گیا ہے کہ محض غلط فہمی پر مبنی تھے ہمنے جو کچھ اسبارہ میں لکھا اسکو تمام و کمال واپس لے لیتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ وہ صاحب ممدوح کے رنج کا باعث ہوا۔ ہم اس معاملہ کی نسبت کوئی بات زبان سے نہ نکالینگے اور ہم امید کرتے ہیں کہ جو کچھ لکھا گیا وہ جلد تر فراموش ہو جائیگا +

عدالت پر جوتہ چلانا

ممالک شمال مغرب کی گورنمنٹ نے ملزموں کے بر سر عدالت جوتہ رسید کرنیکی روز افزوں وارداتوں سے تنگ آ کر یہہ حکم نافذ فرمایا ہے کہ آیندہ ہر ایک ملزم کی قبل حاضری عدالت کے تلاشی لیجاوے کہ چدر وغیرہ کے اندر کوئی جوتہ یا پتھر وغیرہ تو پوشیدہ نہیں ہے اور نیز احتیاط کیجاوے کہ کمرہ عدالت میں داخل ہوتے وقت جوتہ باہر اُتارے +

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

گورنمنٹ فرانس نے قانون جاری کیا ہے کہ دوران مقدمہ میں کوئی اخبار کسی انارکسٹ مجرم کے مقدمہ کی کیفیت شایع نہ کرے ورنہ ایک ماہ قید اور ایک ہزار سے ۱۰ ہزار فرانک تک جرمانہ کیا جائے گا +

ایک انگریز کو شوق ہوا کہ اُس گاڑی کو مول لے جس میں پریسیڈنٹ کارنا ط قتل ہونے کے وقت سوار تھے اُس کی قیمت ۰۰۰،۳ دینے کو تیار ہوا مگر گاڑی نہ ملی +

نیویارک (امریکہ) میں ہر ۵۰۰۰ باشندوں کے پیچھے ایک ڈاک خانہ ہے۔ مگر لنڈن شہر میں ہر ۵۲۴۴ باشندوں کے پیچھے ایک ڈاک خانہ ہے +

موضع چارا ضلع سیالکوٹ کے ہندو مسلمانوں میں جو بآواز بلند اذان کہنے پر باہم تکرار تھی اس مقدمہ میں دونوں قوموں سے مچلکے لئے گئے کہ آیندہ فساد نکریں +

سیالکوٹ کے نزدیک ایک گانوں میں ہندو مسلمانوں نے بالاتفاق عیسائی مہتروں کو کنوؤں سے پانی بھرنے کے لئے روکا۔ مگر جب اُنہوں نے حکام ضلع سے شکایت کی تو عیسائی مہتر جیت گئے +

کلکتہ کے اخبار سنڈے ٹائمس کے مالک و اڈیٹر مسمی گیسپر کو چار ماہ قید مع جرمانہ کی سزا دیگئی جرمانہ کے ادا نکرنے پر اخبار مذکور کا چھاپہ خانہ یعنے پریس اور ٹایپ اور سامان اور اسباب ضبط کیا گیا اور یہہ تھانے میں نیلام کیا جاویگا +

وزیرستان کی حد بندی کی جماعت کے ہمراہ کل اڑھائی ہزار فوج بھیجی جائے گی +

اخبار ایڈوکیٹ نے آخر کار معافی مانگ کر اور خرچہ دے کر مقدمہ لائبل سے رہائی پائی +

گوہنا کی جھیل میں صرف ۳ فٹ پانی خبر ہے گیا ہے جسکے بعد لبریز

یورپ میں ہر ۱۲ منٹ میں دس لاکھ ڈبیں دیاسلائی کی خرچ ہوتی ہیں - ان کا زیادہ خرچ چرٹ پینے میں ہوتا ہے - اب تک چرٹ پینے کا رواج مردوں میں محدود تھا اب عورتیں بھی پینے لگیں +

تازہ خبر ہے کہ چین کی فوج بمقابلہ جاپان کے بالکل ناقص اور ردی ہے - اس میں حملہ کرنے کی طاقت نہیں اور وہ صرف حملہ کے روکنے پر اکتفا کرے گی :: چینی فوج کو افیون چڑ گیا ہے +

چین اور جاپان کے درمیان گذشتہ سنیچر کو ایک اور جنگ ہوئی چین نے شکست کھائی - اس لڑائی کے مزید حالات کا انتظار ہے - چین چیں بول جاتا معلوم ہوتا ہے +

گورنمنٹ چین نے حکم جاری کیا ہے کہ لڑائی کے وقت مشنریوں اور دیگر ولایتیوں کا کچھ نقصان نہ ہونے پاوے :: گورنمنٹ برطانیہ نے جاپان کو اطلاع دی ہے کہ انگریزوں کے نقصان جان و مال کے تم ذمہ دار ہو +

اہل ہنود میں اس خیال سے بڑی تشویش ہے کہ شاستروں کی پیشین گوئی کے مطابق دریائے گنگا کا مہاتم ۱۸۹۵ء میں جاتا رہے گا اور گنگا کی عظمت کے ساتھ دنیا سے نیکی بھی مفقود ہو جائیگی +

سیول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ دیسی لوگ دو چار انگریزی حروف پڑھ کر دواخانہ کھولدیتے ہیں یہہ بہت خوفناک ہے - گورنمنٹ کو ایک قانون جاری کرنا چاہئے کہ بغیر لائسنس کوئی شخص انگریزی ادویات فروخت نکرنے پاوے +

اوجین کی خبر ہے کہ مسٹر ہرکس ٹیلیگراف ماسٹر دفتر میں کام کرتے تھے کہ اچانک ایک مسلمان نے جو گوالیار کا پنشنخوار تھا داخل ہو کر اُن کے سر پر تلوار ماری اور شہر کو بھاگا مگر گرفتار کر لیا گیا +

رتلام میں گذشتہ عید الضحیٰ کے موقع پر ایک شخص کے مکان پر بکرا قربانی کے لئے بندھا ہوا تھا جبکہ ہنود کو یہہ معلوم ہوا تو دو سو کے قریب اکٹھے ہو گئے اور طرفین میں خوب جوتی پیزار کی ٹھہری +

دہلی - پادری ٹیلینڈ صاحب مرحوم جو دہلی میں بلا تنخواہ خداوند کا کام کرتے تھے اُن کی ہر دلعزیزی کا یہہ ایک ثبوت ہے کہ اُن کے شاگرد اُن کی یادگار قایم کرنے کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں +

دہلی میں دو مسلمان گرفتار ہوئے ہیں جو اپنے کو نائب تحصیلدار اور جمعدار بتلا کر طوائفوں کو دکھائی کی دھمکی دیتے اور اُنسے رشوتیں لیتے تھے - اُن کا چالان عدالت کو کر دیا گیا ہے جلد اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے +

بنگالہ کے اخبار بہت ناراض ہیں کہ ڈاکٹر منشی کانت چٹرجی نے ایک نواب صاحب کی دختر کے ساتھ شادی کرنے کے لالچ سے دین اسلام قبول کیا :: دلہن کی ذاتی جائداد میں ہزار روپیہ سالانہ کی ہے +

لکھنؤ میں جو انجمن تعلیم نسوان حال میں قایم ہوئی ہے روز افزوں ترقی کر رہی ہے - اس وقت تک ایک لاکھ روپیہ کے قریب چندہ جمع ہو چکا ہے - مدراس میں اس قسم کی تحریک ہونے والی ہے +

کانپور میں ہیضہ پھوٹنے کی وجہ یہہ بتلائی گئی ہے کہ کنوؤں کا پانی خراب ہو گیا ہے - اٹھارہ کنوؤں کا امتحان کیا گیا منجملہ جن کے تیرہ کا پانی خراب نکلا :: پانی کا اثر صحت پر بہت زیادہ ہوتا ہے +

لکھنؤ میں ہیضہ سے گورہ فوج ایسٹ لنکاشائر کے بہت سپاہی مر گئے ہیں - چھہ سو سپاہ میں سے ۱۴۰ سپاہی مبتلا ہوئے جن میں سے ۹۰ مر گئے - ابھی تک وبا رفع نہیں ہوئی +

کانپور میں جس قدر ہیضہ کی وارداتیں ہوئیں ان میں یہہ بات قابل غور ہے کہ اس مرض مہلک میں ۵ فیصدی مسلمان مبتلا ہوئے - اب بارش ہو جانے سے وبا روبہ تخفیف معلوم ہوتی ہے +

خبر ہے کہ ریاست رام پور کے ایک صاحبزادہ صاحب نے بدمعاشوں کا گروہ ساتھ لے کر اجیت گڈھ پر چڑھائی کی اور ایک رئیس کے گھر کو لوٹ لیا - ریاست کا سپرنٹنڈنٹ پولیس جس نے صاحبزادہ کو گرفتار کیا تھا دھمکایا گیا اس لئے وہ مستعفی ہو گیا +

سیتاپور کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے مسمی گوری شنکر برہمن پر اس علت میں جرمانہ کیا کہ اس نے رات کو اس طرح سنکھ بجایا کہ اہل اسلام کے مذہبی خیالات کو صدمہ پہنچا حالانکہ کسی مسلمان نے نالش نہیں کی +

جھانسی کی خبر ہے کہ اُس خانساماں کو جس نے اپنی عورت کو مار کر باورچی خانہ میں گاڑ دیا تھا ۱۰ اگست کو پھانسی دی گئی - اس بیدرد ظالم کی جان بڑی دیر میں نکلی - نتیجہ کار بد کا کار بد ہے +

سرحد پر وزیریوں کی شرارت حد سے گذر گئی ہے - پولیٹکل حکام خبردار کئے گئے ہیں - وجہہ فساد یہہ ہے کہ مسٹر کیلی کے قاتلوں کو کیوں سزا دیگئی وہ اس کا انتقام لینا چاہتے ہیں +

ایک مسلمان ساکن موضع امرتسر نے معہ اپنے پانچ لڑکوں کے سکھ مذہب کو اختیار کیا ہے :: یہہ عجیب بات ہے کہ مسلمان مرد و عورتیں سکھ ہوتی جاتی ہیں اور کوئی سکھ مسلمان نہیں ہوتا +

چکوال ضلع جہلم میں ایک منی آرڈر تقسیم کرنے والا چپراسی اس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے کہ ایک زمیندار کے نام پندرہ روپیہ کا منی آرڈر آیا تھا اُس نے ساڑھے چودہ روپیہ حوالہ کئے اور اُس کی عوض میں آٹھہ آنہ بطور شکرانہ لئے +

پنجاب رلیجس بُک سوسائٹی لاھور

نئی کتابیں - نئی کتابیں - نئی کتابیں -

بیبل پڑھنا کیوں ضرور ہے - (مصنفہ مسٹر ایم ایل لیلارام) یہہ چھوٹا سا ۱۴ صفحہ کا رسالہ مختصر مگر نہایت معقول و پرزور دلائل سے ہر فرد بشر کے لئے مطالعۂ بیبل کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے - بے پروا اور بے خبر لوگوں کو اس اہم امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نہایت کارآمد ہے - اور اس لائق ہے - کہ اُردو خوانوں میں کثرت سے تقسیم کیا جائے - ہر ایک حق جو اور خصوصاً مشنری صاحبان کو چاہیے کہ اسے اپنے پاس رکھیں - قیمت ۱ر +

۲ ثمار شیریں - یہہ کتاب الباکورة الشہیة فی الروایات الدینیة نامی ایک مشہور و معروف عربی کتاب کا ترجمہ ہے - جو اپنی قسم میں بے مثل ہے - جس نے اسلامی مباحثے کی طرز میں بالکل انقلاب پیدا کر دیا ہے - اس کا مصنف ایک شامی مسیحی ہے - مصنف نے ایک ناول کے پیرایہ میں دین مسیحی کی تائید اور مخالفین کے حملوں کی تردید ایسے معقول اور مؤثر طور سے کی ہے - کہ اگر تعصب کی پٹی اُتار کر اس کا مطالعہ کریں تو راہ حق کو دریافت کر لینا کچھہ مشکل نہیں طرز بیان نہایت شیریں اور مہذبانہ ہے - اور مسلمانوں کے اکثر بڑے بڑے اعتراضوں کا جواب خود انہی کی کتابوں سے دیا ہے - اُس کی خوبی اظہر من الشمس ہے - ہماری تعریف کی محتاج نہیں سر ولیم میور نے بھی جو بیبل کے مشہور فاضل اور مذہب دینی اسلام کی نسبت بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں - اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی شایع کیا ہے - ایک دو ہفتہ میں چھپکر تیار ہوگی - مگر چونکہ محدود تعداد چھاپی گئی ہے - اس لئے درخواست فی الفور بھیجی جانی چاہیے تاکہ طبع ثانی کا انتظار نہ کرنا پڑے - مجلد یا غیر مجلد مل سکتی ہیں +

اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب رلیجس بک ڈپو

انارکلی لاہور

شعر و سخن

مخمس

حرعہ ہائے گرہ مصنف بر غزل خود +

مریض غم کو تھی پیش نظر ہر دم قضا کیسی
دل بیمار کو تھی روز و شب فکر دوا کیسی
طبیب خلق نے کی چارہ سازی برملا کیسی
دوائے خون عیسیٰ حق نے کی ہم کو عطا کیسی
نتیجہ عصیاں سے حاصل ہوگئی دم میں شفا کیسی

مسایل فلسفہ کے آج تک ردّ و بدل ہوتے
قیاس علمی و عقلی نہ ہرگز برمحل ہوتے
سراسر باطل و عاطل یہہ سب علم و عمل ہوتے
نہ معنی ذات مخفی کے کسی صورت سے حل ہوتے
تری صورت سے ظاہر ہو گئی شان خدا کیسی

تلاش کیمیا میں تجھہ کو ہر دم فکر اور غم ہے
رسائن ہی کے سودا میں تو دیوانہ سا ہر دم ہے
فراغ دولت و دنیا و دیں سب اس میں باہم ہے
در عیسیٰ پہ سو جا خاک یہہ اکسیر اعظم ہے
مہوّس ڈھونڈھتا پھرتا عبث ہے کیمیا کیسی

جدھر دیکھا اُدھر ہی شور و شر تھا باغ عالم میں
خزاں کا دل کو کھٹکا ہر سحر تھا باغ عالم میں
ہر ایک گل خار ساں پیش نظر تھا باغ عالم میں
مرا نخل تمنا بے ثمر تھا باغ عالم میں
سموم یاس نے دن رات کی مجھہ پر جفا کیسی

ہمیشہ ناخن حرماں سے زخم دل چھلا اپنا
مجھہ عیسیٰ کی مرہم سے ہوا درماں ملا اپنا
اُسی سے غنچۂ خاطر شگفتہ ہے دلا اپنا
نسیم لطف سے اُس کی گل مقصد کھلا اپنا
اُسی سے بارور ہے شاخ نخل مدعا کیسی

بدن زندہ ہو قربان مسیحا بندگی یہہ ہے
سر تسلیم خم ہر دم ہو سرافگندگی یہہ ہے
ولا میں تیری ہم قاصر رہے شرمندگی یہہ ہے
محبت میں تیری ہم مر مٹیں بس زندگی یہہ ہے
کسے کہتے ہیں جینا موت کیا ہے اور قضا کیسی

تصدق کرتے ہیں مومن سب اپنی جان منجی پر
یہی پیرو ہر نار کھتے ہیں ایمان منجی پر
تیقّن مغفرت کا دل سے رکھہ ہر آن منجی پر
سفیر اب کیوں نہ ہو سو جان سے قربان منجی پر
کہ جس نے تیری خاطر کی ہے اپنی جان فدا کیسی ★

اشتہار

ترجمۃ القرآن بہ اُردو زبان جو کہ پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی ڈی کر رہے تھے تیار ہو گیا ہے یہہ ۳۰ موٹے کاغذ کے بڑے صفحوں میں ختم ہوا ہے اسکی بابت - کہ وہ کیسا ہے کہنے کی حاجت نہیں پادری صاحب موصوف کی تصنیفات سے بہت اصحاب واقف ہیں نہ بے رُو رعایت اصل مطلب عربی کا عام فہم بامحاورہ عبارت میں لکھا ہے - اور حرف وہی حاشیے دیئے ہیں - جو مطلب کشائی کے لئے ضرور تھے - علاوہ ازیں کچھہ اعتراض قرآن پر کہیں نہیں کیا - اگر کوئی صاحب قرآن کے مطالب سے بخوبی آگاہی چاہے - تو اس قرآن کے ترجمہ سے دو ہفتہ میں بخوبی واقف ہو سکتا ہے - پس التماس ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں مترجم کے پاس دو روپیہ قیمت چار آنہ محصول ڈاک بھیجدیں کیونکہ بصیغہ رجسٹری ڈاک روانہ کیا جاویگا +

دوم آنکہ ہر ایک خریدار اپنا نام اور پتہ صاف لکھیں - کہ بھیجنے میں کچھہ دقت نہ ہو +

سوم چونکہ مولوی صاحب بعض دوستوں کو کبھی کبھی بعض کتابیں

[illegible]